

مسیحی ایمان سے متعلق

# اہم سوالات

اور

## مناسب جوابات

مصنف.....نوید ملک

مصنف.....نوید ملک  
نظر ثانی.....شریعت خان

اشاعت.....بازار اول

تعداد.....2000

قیمت.....50 روپے

نیو لائف انٹریورٹ

## ☆.....عرض مصنف.....☆

عزیز قاری! بندہ تاچیر عرصہ دراز سے یہ ضرورت محسوس کرتا رہا کہ ایک ایسی کتاب تحریر کی جائے جس میں باہل مقدس کے اہم موضوعات کے سمجھنے کیلئے اہم سوالات اور آن کے مختصر، بھروس اور مدل جوابات تحریر کیجئے جائیں۔ یہ وہ سوالات ہیں جو اہل ایمان سے اکثر پوچھتے جاتے ہیں اور ان جوابات کے مثالی مسیحی انسان بلکہ غیر مسیحی بھی ہیں۔ چونکہ میر اخuper درس و تدریس ہے جس سبب سے اہل کلیسا یاء بھی کتاب مقدس سے کئی سوالات پوچھتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بیداری کی علامت ہے اور میں یہ سوالات سن کو نہایت خوش ہوتا ہوں کہ ایسے بھی لوگ ہیں جو کلام مقدس کی گہرائیوں کو سمجھنے کیلئے کوشش ہیں۔

اس کتاب کے لکھنے میں کافی محنت کرنا پڑی۔ یوں تو بہت سے مسیحی اور غیر مسیحی لوگ فون پر یا ویسے بھی خطوط کے ذریعے سوالات پوچھتے رہتے ہیں لیکن اس کتاب کے لکھنے جانے کے دوران میں نے کئی جماعتوں میں اعلان کیا کہ اگر کسی کا کوئی سوال ہو تو بتائیں اور اگر مناسب ہوا تو میں آپ کے اس سوال کو بعد جواب اپنی کتاب میں لکھوں کاتا کہ ہر توں کی مدد ہو سکے۔ مگر جیرانگی کی بات ہے کہ مساوا3 اشخاص کے کسی نے بھی کوئی سوال نہیں دیا۔ تاہم جن سوالات کے جوابات لکھنے گئے ان میں کچھ ایسے سوالات ہیں جب پر میں نے علماء سے مشورہ کیا اور پھر ان کو زبان قلم پر لایا ہوں۔ یہ کتاب بظاہر چھوٹی سی ہے مگر اس کے پیچھے انتہک محنت ہے۔ اس وقت صحیح کے ۲۷ کرنگ کر ۵۱، منٹ ہو چکے ہیں اور میں ابھی تک کام کر رہا ہوں۔

ایسے یلی و ژن جیتلر جن پر مسیحیت کے برخلاف تعلیم دی جاتی ہے ان کیلئے میں خدا کا شکراوا کرتا ہوں۔ اس کی کئی وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ کہ کلام مقدس میں آیا ہے کہ ہر ایک بات میں شکرگزاری کرتے رہو اور ہم جانتے ہیں کہ ایسی باتیں ہمیں مسیح کی محبت سے جدا نہیں کر سکتیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب سے ایسی تعلیمات سننے میں آرہی ہیں قب سے نہ صرف مسیح بلکہ غیر مسیح بھی باہل مقدس کی تحقیق میں لگ گئے ہیں۔ تیسرا بات یہ ہے کہ مسیحی نوجوان اب تحقیقی میدان میں سرگرم عمل ہیں۔

میں نے محسوس کیا کہ ہمارے نوجوانوں میں سیکھنے کی بہت زیادہ صلاحیت، بھوک اور پیاس ہے۔ چونکہ میرا کام نوجوانوں میں زیادہ ہے اور میں نے محسوس کیا کہ ”ذرالم ہوتی یہ میثی بڑی زرخیز ہے ساقی“۔ اسی کلیسا سے سفنس شہید اور پطرس جیسے دلیر اور غدر مرد ایمان پیدا ہو سکتے ہیں۔ میں جذباتی نوجوانوں کی بات نہیں کر رہا بلکہ وہ جو عقل و خرد سے معمور ہوں اور الہی حکمت سے دوسروں کے تیروں کا مسیحی روئیتے میں رہنے ہوئے جواب دے سکیں۔ اب وہ وقت آگیا کہ ہم صرف یہ گانے والے نہ ہوں کہ.....

رب دی کرے گی عبادت اک پیڑھی جیہی آوے گی  
ذ آون والی پیڑھی نوں اوہ رب دی خبر پہنچاوے گی

بلکہ اب اس پیڑھی یعنی پشتِ نسل کو پیدا کریں اور اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی سکیں۔ جیسے ہم اپنی کلیساوں کیلئے ایسی کالا سزا کا آغاز کریں جہاں نوجوان سیکھ کر دوسروں کے سوالات کے جوابات دینے کے قابل ہو سکیں تا کہ انہیں شرمندگی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ ۱۔ پطرس ۳:۱۵ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی تمہاری امید کی وجہ پوچھتے تو تجھے مناسب جواب دینا آتا ہو۔ خدا کرے کہ تم کلیساوں میں ایسے پروگرام شروع کریں جو بعد حاضر کے تقاضے پورے کرنے والے ہوں۔ تا کہ آئندہ کیلئے کوئی یوسف یا حنا پیدا ہی نہ ہو۔ خدا کرے کہ اس کی بھی رسمانی آنکھیں گھولیں تا کہ وہ مسرف کی طرح واپس لوٹ سکے۔ پاساً نوا اگر ہم اس پر کام نہیں کر سکتے تو پھر چلا آنھیں گے لیکن جتنی ایں ۲۳ باب والی حقیقت ہم پر صادق آئے گی۔ جنہیں ہم مل کر اس قرض کو پکانے والے ہوں اور نسل نو پر کام کرنے والے ہوں۔ جیسے ہم اپنے عہد کی تجدید کریں اور نئے عزم کیا تھا جو پچھ کرنا چاہیے تھا لیکن نہیں کیا اس کا خداوند کے حضور فرار کرتے ہوئے آگے ہڑھیں۔ اس سمن میں بندہ ناجائز آپ کی مدد کرنے کیلئے اس وقت تک تیار ہے جب تک کہ میں اپنے آسمانی گھر منتقل نہیں ہو جاتا۔

عزیز قاری! ضروری نہیں کہ آپ میرے ہر جواب کے ساتھ متفق ہوں۔ اگر آپ کسی جواب کیا تھا متفق نہیں تو بجائے اس کے کہ اسی کتاب کے برخلاف کوئی کتاب لکھیں مناسب ہو گا کہ اگلی سوال و جواب پر مبنی کتاب پر آپ کام کریں۔ اور اپنی فہموں، پیشہ اور وقت کا صحیح اور واہج طور پر استعمال کریں۔ خدا کے کام کے برخلاف کام کرنے والوں کو کوئی بھی وانا نہیں سمجھتا بلکہ ایسا کرنے سے اہل ایمان کے والوں میں ہمارے حق میں جو محبت ہوتی ہے ہم اس پر ڈاکہ ڈال رہے ہوتے ہیں۔ لہذا اگر کچھ کرنا ہی ہے تو دوسروں کی ترقی کیلئے کریں کیونکہ ہم نے اپنی رفتہ میں تنقید کے بہت تیرچائے لیکن کچھ نہ ہن پایا۔

میں اُن تمام خواتین و حضرات کاممنوں ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تیاری میں میری مدد کی۔ خصوصی طور پر میں اپنے خادمان کا آنہوں نے مجھے فضول نہیں کیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ میں ایک اہم پراجیکٹ پر کام کر رہا ہوں۔ ساتھ ہی ساتھ پاٹری پال ہر سن صاحب، شریعتیل خان صاحب، خلیل عجیب صاحب اور اُن تمام کاممنوں نے سوالات پوچھتے ہوئے ممنون ہوں۔ میں خصوصی طور پر بھائی آفتاب دیلیل صاحب کاممنون ہوں جنہوں نے اس کتاب کی پرمنگ میں مالی معافیت فرمائی۔ میں میری دعا ہے کہ خداوند آپ سب کو برکت بخشے اور اپنے جہاں کیلئے مستعمل فرمائے۔ آمین۔

خاک پائیجیا

نوید ملک

کم مئی 2007ء

## ❖ فہرست سوالات .....

- 1 خدا کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا (یوحننا: ۱۸)۔  
انہوں نے اسرائیل کے خدا کو دیکھا (خروج: ۲۳: ۱۰، ۱۷، ۱۸)۔ اب دونوں میں سے کونسا بیان درست ہے؟
- 2 دبے سے چوبیس ہزار مر گئے (لکھتی: ۹: ۲۵)۔  
ایک ہی دن میں تھیس ہزار مر گئے (۱- کریمیوں: ۱۰: ۸)۔ اب دونوں میں سے کونسا بیان درست ہے؟
- 3 داؤ نے کھیلہاں کی قیمت چاندی کے ۵۰ مثقال ادا کی۔ (۲- سیموئیل: ۲۳: ۲۳)۔  
داؤ نے 600 مثقال سوتا توں کرو دیا (۱- تواریخ: ۲۱: ۲۵)۔ اب دونوں میں سے کونسا بیان درست ہے؟
- 4 خدا نور میں رہتا ہے (۱- تھیس: ۶: ۱۲)۔  
خدا گھری تاریکی میں رہتا ہے (۱- سلطین: ۸: ۱۲)۔ اب دونوں میں سے کونسا بیان درست ہے؟
- 5 خدا تخلک نہیں (یسعیاہ: ۲۸: ۲۰)۔  
خدا نے 6 دن کائنات بنائی اور ساتویں دن آرام کیا (خروج: ۳: ۷)۔ اب دونوں میں سے کونسا بیان درست ہے؟
- 6 شیطان آخری فحش کو یہوداہ میں سمایا (یوحننا: ۱۳: ۲۷)۔  
آخری فحش سے پہلے ہی سمایا ہوا تھا (لوقا: ۲۲: ۳، ۴، ۵)۔ اب دونوں میں سے کونسا بیان درست ہے؟
- 7 یسوع کوہ زیتون سے صعوفہ رہا (اعمال: ۹: ۱۲)۔  
یسوع بیت عنیاہ سے صعوفہ رہا (لوقا: ۲۳: ۵۰، ۵۱)۔ اب دونوں میں سے کونسا بیان درست ہے؟
- 8 ساتھیوں نے آواز سنی (اعمال: ۹: ۷)۔  
آواز نہیں سنی (۹: ۲۶، ۲۲: ۹)۔ اب دونوں میں سے کونسا بیان درست ہے؟
- 9 عہد شفیق میں صندوق میں جھانکنے پر 50,070 لوگ مر گئے (۱- سیموئیل: ۶: ۲)۔  
یوکھس کہتا ہے کہ صرف 70 آدمی۔ اب کونسا جواب درست ہے؟
- 10 یریمیو کے نزدیک ایک اندر ہے کوششاوی (لوقا: ۳۵: ۱۸، ۲۳)۔  
یریمیو سے باہر نہ کھٹے وقت (مرقس: ۱۰: ۳۶- ۳۷)
- 11 یسوع نے یرمیو سے کچھ فاطلے پر شفشاوی (متی: ۲۹: ۳۸- ۳۹)۔ یہیوں بیانات میں سے کونسا درست ہے؟
- 12 اگر خدا نے فرعون کا دل بخت کر دیا تو یہ خدا کا ہی قصور ہے۔ خدا دل کو بخت نہیں کرتا بلکہ زرم کرتا ہے۔

- 13 تماشیل سن کر بھی نہ سنیں اور دیکھتے ہوئے بھی ایمان نہ لائیں سے کیا مراد ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ کیا یوسع نبیں چاہتا تھا کہ لوگ سنیں اور سن کر ایمان لائیں۔
- 14 متنی ۲۶:۳۶ ایلی ایلی لما شیققی: مرقس ۱۵:۳۳ الہی الہی لما شیققی:
- دونوں حوالہ جات میں تضاد ہے (زبان و ادب کے اعتبار سے) اگر خدا تھا تو صلیب پر کس کو پکار رہا تھا؟ اور اگر کنارہ ہونے کیلئے آیا تھا تو پھر فکہ کیوں کر رہا تھا؟
- 15 یوسع نے اپنے والدہ محترمہ سے مخاطب ہو کر ”اے عورت“ کہا۔ یہ ماں کی شان میں گستاخی ہو ہیں اور اُس کی بے عزتی ہے (یو ۱۹:۲۶-۲۷ اور یو ۲:۲۰)۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ یوسع اپنی والدہ سے ”ماں“ کہہ کر بھی بھی مخاطب نبیں ہوئے؟۔
- 16 مسیح کے دائیں باسیں دو شخص مصلوب تھے۔ ایک حوالے میں لکھا ہے کہ وہ ”بد کار“ تھے جبکہ دوسرے حوالے میں لکھا ہے کہ وہ ”ڈاکو“ تھے۔ اب کونسا بیان صحیح مانا جائے؟۔ (لوقا ۳۹:۲۳ بمقابلہ مرقس ۱۵:۳۲)۔
- 17 ایک حوالے میں لکھا ہے کہ ایک بد کار نے صحیح پر لعن طعن کی جبکہ دوسرے میں ہے کہ دونوں نے کی۔ اب کونسا بیان صحیح مانا جائے؟ (لوقا ۳۹:۲۳ بمقابلہ متنی ۲۷:۳۳؛ مرقس ۱۵:۳۲)۔
- 18 یوسع نے اپنے ساتھ مصلوب ایمان لانے والے شخص سے مخاطب ہو کر کہا کہ تو آج ہی میرے ساتھ فردوں میں ہو گا۔ جبکہ یوسع صلیبی موت کے بعد دن ہوا اور تمیں بعد دن جی اٹھا اور اُس کے بعد چالیس دن تک مختلف جگہوں پر اُس کا ظہور ہوتا رہا۔ لہذا یہ بیان غلط ثابت ہوا کہ تو آج ہی میرے ساتھ فردوں میں ہو گا۔
- 19 یہویا کیم کے دور حکومت میں اتنا اختلاف کیوں؟ ۲-سلاطین ۸:۲۲ بمقابلہ ۲-تواریخ ۹:۳۶۔ ایک حوالے میں تمیں ماہ سلطنت کی جبکہ دوسرے میں تمیں ماہ دن سلطنت کی۔
- 20 مندرجہ ذیل حوالہ جات میں کونسا درست ہے؟ قحط کے سات سال یا تمیں سال؟ (۲-سیموئیل ۱۳:۲۲ اور ۱-تواریخ ۱۲:۲۱)۔
- 21 پیدائش ۲:۲ کے مطابق خدا کے بیٹے اور آدمی کی بیٹیوں سے کیا مراد ہے؟
- 22 کیا کسی ایماندار مسیحی کو کسی غیر ایماندار سے شادی کرنے کی اجازت ہے؟
- 23 روح القدس کی معموری کا نشان کیا ہے؟
- 24 کیا ایماندار خاتون بناؤ سنگھار کر سکتی ہے؟
- 25 بابل مقدس کے مطابق حیا وال بس سے کیا مراد ہے اور عورت کس طرح کا لباس پہنے۔ اس کا مقابلہ عہد حاضر کے جدید پہناؤے سے لیا جائے۔
- 26 کیا ہمیں دوسروں کو کنورٹ کرنا چاہیے؟

- 27 جب حضور مسیح نے فرمایا کہ میں اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوال اور کسی کیلئے نہیں آیا اور آپ نے اپنے شاگردوں کو بھی حکم دیا کہ اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں جانا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یسوع مسیح صرف اسرائیل کیلئے ہی تشریف لائے تھے۔ زیادے باقی لوگوں کیلئے نہیں۔ لہذا ہم کیسے دعویٰ کر سکتے ہیں کہ وہ ہمارے لیے بھی آئے تھے؟
- 28 مرقس ۱۸:۱۷-۲۰ کے مطابق کئی لوگ کہتے ہیں کہ انہیں میں لکھا ہے کہ تمہیں زہر پینے سے گچھ نہیں ہو گا۔ اگر تمہارا مسیح پر ایمان ہے تو یہ لوایا بھی زہر پیو، پھر دیکھا جائیگا کہ تمہیں گچھ ہوتا ہے کہ نہیں؟
- 29 عصمت الانبیاء یعنی اننبیاء کرام کے بے گناہ ہونے یا نہ ہونے پر مختصر نوٹ لکھیں۔
- 30 کیا شراب نوشی مسیحی لوگوں میں جائز ہے؟
- 31 کیا بال مقدس تبدیل ہو گئی ہے؟
- 32 کیا حضور مسیح ہیں خدا ہیں؟ اگر ہیں تو کیسے اور اگر نہیں تو کیسے؟
- 33 اگر مسیح بن باپ کے پیدا ہوئے جس سبب سے اہل کلیسا، انہیں خدا کا بیٹا کہتے ہیں تو پھر حضرت آدم کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا نہ باپ تھا اور نہ مال تھی؟
- 34 متنی ۲۰:۲۰ کے مطابق ثابت کریں کہ یسوع تین رات اور دن قبر میں رہا؟
- 35 کیا یہوداہ نے سردار کا ہنوں سے پیسے لے کر کھیت خریدا (اعمال ۱۸:۱) یا وہ پیسے بیکل میں پچینک کر چلا گیا (متنی ۲۷:۵)؟
- 36 متنی ۸:۵ کے مطابق کیا صوبیدار خود یسوع کے پاس آیا تھا کہ میرے نوکر کو شفاذے یا لوقاے ۲-۳ کے مطابق اُس نے یہودی بزرگوں کو یسوع کے پاس بھیجا تھا؟۔
- 37 کیا یہوداہ نے اپنے آپ کو پچانی دی اور مر گیا (متنی ۲:۵) یا سر کے بل گرنے سے اُس کا پیٹ پھٹ گیا اور اُس کی انتریاں نکل گئیں؟ (اعمال ۱۸:۱)۔
- 38 جب غریب یا یرو شلتیم کا بادشاہ بنا تو اُس کی عمر ۲۲، سال تھی یا ۴۲، سال تھی؟ (دیکھئے ۲-سلاطین ۸:۲۶، اور ۲-تواریخ ۲:۲۲)۔
- 39 جب یہو یا کہن یا یرو شلتیم کا بادشاہ بنا تو وہ آٹھ سال (۲-تواریخ ۹:۳۶) کا تھا لیا تھا رہ (۲-سلاطین ۸:۲۶) سال کا تھا؟
- 40 کیا خدا نے فیصلہ کیا کہ انسان کی عمر ۲۰، سال ہوئی چاہیے یا اس سے زیادہ؟ (پیدائش ۳:۶، اور پھر پیدائش ۱۲:۱۶ اور یکھیں)۔
- 41 کیا یعقوب کے گھرانے سے ۲۰، لوگ مصر آئے تھے (پیدائش ۲:۲۷) یا ۵۷، تھے (اعمال ۷:۱۳)؟۔
- 42 خداوند یسوع مسیح کیلئے ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام“ کے الفاظ استعمال کرنا کہاں تک درست ہے؟
- 43 یوحنہ ۱۹:۲۸-۲۹ کے مطابق یوحنہ سے پوچھا گیا کہ تو کون ہے..... کیا تو وہ نبی ہے؟ یہ ”وہ نبی“ سے کیا مراد ہے؟ یہ کسی اور نبی کی طرف اشارہ تو نہیں؟
- 44 حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تو ایک ہی انہیل اتری تھی جبکہ آج چار انہیں جیل ہیں۔ یہ کیا ہے؟

- 45 مسیحی نظریہ الہام کیا ہے؟
- 46 کئی معرض حضرات کہتے ہیں کہ مسیحیت میں مسیح سے زیادہ پولویت کی باتیں ہیں۔ گویا وہ پوس رسول کو مسیحیت کا بانی سمجھتے ہیں۔ اس سوال کا مناسب جواب ہیاں کریں۔
- 47 فردوس میں جانے کی راہ صرف یسوع ہی ہے یا کوئی اور بھی راہ ہے؟
- 48 ملا جی ۲:۵-۶ میں ایک نبوت ہے کہ میں ایلیyah نبی کو تمہارے پاس بھیجن گا۔ متنی ۷:۹-۱۳، آنکھ ۹:۹-۱۳، لوقا ۱:۷ ایں یسوع نے فرمایا کہ ایلیyah آپکا ہے۔ اب جو ایلیyah آپکا ہے وہ کون ہے؟
- 49 مریم کے شوہر یوسف کا باپ عیلی تھا یا یعقوب تھا؟ (متنی ۱:۱۶، مقابلہ لوقا ۳:۲۳)۔
- 50 کیا خداوند یسوع مسیح کی موت واقع ہوئی یا نہیں؟

## ﴿آغازِ سوالات و جوابات﴾

- 1 خدا کو کبھی کسی نہیں دیکھا (یوحنا ۱۸:۱)
- انہوں نے اسرائیل کے خدا کو دیکھا (خروج ۲۳:۱۰، اپھر ۱:۱۸)۔ بھی ضروری ہیں۔ اب دونوں میں سے کونسا بیان درست ہے؟
- جواب: دونوں درست ہیں کیونکہ انہوں نے خدا کو نہیں دیکھا کیونکہ وہ روح ہے بلکہ اس کا جال دیکھا۔
- 2 وہا سے چوبیس ہزار مر گے (گنتی ۹:۲۵)
- ایک ہی دن میں تھیس ہزار مر گے (۱-کرتھیوں ۱۰:۸)۔ اب دونوں میں سے کونسا بیان درست ہے؟
- جواب: کھل تعداد چوبیس ہزار ہی ہے۔ تھیس ہزار صرف ایک دن میں مر نے والوں کی تعداد ہے۔
- 3 داؤ نے کھیلہاں کی قیمت چاندی کے ۵۰ مشقال ادا کی (۲-سیموئیل ۲۳:۲۶)
- داوود نے 600 مشقال سو نا تول کر دیا (۱-تواریخ ۲۵:۲۱)۔ اب دونوں میں سے کونسا بیان درست ہے؟
- جواب: دونوں الگ الگ سو دے ہیں پہلے ایک کھیلہاں خریدا اور 50 مشقال دا کیا پھر پور تعلیہ اراضی خرید لیا جس کی قیمت 600 مشقال ادا کی۔
- 4 خدا اور میں رہتا ہے (۱-تیجھیس ۱۲:۲)
- خدا گھری تاریکی میں رہتا ہے (۱-سلاطین ۸:۱۲)۔ اب دونوں میں سے کونسا بیان درست ہے؟
- جواب: دونوں جواب درست ہیں کیونکہ خدا ہر جگہ موجود ہے
- 5 خدا تھکلتا نہیں (یسعیاہ ۲۸:۴۰)

خدا نے 6 دن کا نکات بنائی اور ساتویں دن آرام کیا (خروج ۳۱:۷)۔ اب دونوں میں سے کون سایان درست ہے؟

جواب: اپنی تحقیق سے لطف اندو زہو نے کیلئے ساتویں دن آرام کیا  
ہمیں بھی نمونہ دیا کیونکہ انسان اس طور پر بناتے ہیں کہ اسے آرام کی ضرورت ہے۔

6 شیطان آخری فتح کو یہوداہ میں سایا (یوہنا ۱۳:۲۷)

آخری فتح سے پہلے ہی سایا ہوا تھا (لوقا ۲۲:۲۰، ۲۳:۲۲)۔ اب دونوں میں سے کون سایان درست ہے؟

جواب: شیطان دو دفعہ سایا۔ وہ صری مرتبہ پورے طور پر سایا

7 یسوع کوہ زیتون سے صعود فرمایا (اعمال ۹:۱۲)

یسوع بیت عنیاہ سے صعود فرمایا (لوقا ۲۳:۴۵، ۵۰) اب دونوں میں سے کون سایان درست ہے؟

جواب: بیت عنیاہ کوہ زیتون کے وامن میں ایک مقام ہے۔ دونوں کے درمیان کوئی بڑا فاصلہ نہیں ہے۔ لہذا دونوں درست ہیں۔

8 ساتھیوں نے آواز سنی (اعمال ۹:۷)

آواز نہیں سنی (۹:۶، ۲۶:۲۶)۔ اب دونوں میں سے کون سایان درست ہے؟

جواب: گرج سی سنی لیکن الفاظ سمجھ میں نہیں آئے۔

9 ۱۔ سلاطین ۲:۱، کے مطابق مصر سے نکلنے اور ہیکل کی تعمیر کا عرصہ 570 برس ہے جبکہ تاریخ کے مطابق یہ عرصہ 573 سال

ہے۔ اب دونوں میں سے کون سایان درست ہے؟

جواب: ۹۳ برس قاسیوں کے زمانے کی اسیری کے یہودی تاریخ میں شامل نہیں کئے جاتے۔ خدا سے دوری کے سال ضائع ہو گئے۔ خدا انہیں شامل نہیں کرتا۔

10 عہدِ حق میں صندوق میں جھانکنے پر 50,070 لوگ مر گئے (۱۔ سیموئیل ۶:۱۹)

یوکیوس کہتا ہے کہ صرف 70 آدمی۔ اب کونسا جواب درست ہے؟

جواب: دونوں ہی درست ہیں۔ ممکن ہے کہ عین موقع پر 70 آدمی جبکہ 50,000 بعد میں مری کے باعث ہاک ہوئے ہوں۔

11 یریحو کے نزدیک ایک اندھے کو شفاذی (لوقا ۱۸:۳۵-۳۳)

یریحو سے باہر نکلتے وقت (مرقس ۱۰:۳۲-۳۲)

یسوع نے یریحو سے چھپ فاصلے پر شفاذی (متی ۲۹:۲۰، ۳۲:۳۲)۔ تینوں بیانات میں سے کونسا درست ہے؟

جواب: تینوں جواب درست ہو سکتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ تینوں الگ الگ واقعات ہوں ایک ہی واقعہ کا بیان نہیں ہے۔

12 اگر خدا نے فرعون کا دل سخت کر دیا تو یہ خدا کا ہی قصور ہے۔ خدا دل کو سخت نہیں کرتا بلکہ زرم کرتا ہے۔

جواب: اصل میں فرعون کا دل پہلے ہی سے سخت تھا۔ موقع ہونے کے باوجود بازنہ آیا اور پھر خدا نے بھی اُسے چھوڑ دیا جیسا کہ ہم رومیوں ۲، باب میں دیکھتے ہیں۔

13 تماشیں کر بھی نہ سنیں اور دیکھتے ہوئے بھی ایمان نہ لائیں سے کیا مراد ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ کیا یوں نہیں چاہتا تھا کہ لوگ سنیں اور سن کر ایمان لائیں؟۔

جواب: اصل میں خدا کی بادشاہی کے بھی صرف شاگرد ہی سمجھ سکتے تھے۔ روحاںی باتیں روحاںی طور پر ہی پرکھی جاسکتی ہیں۔ چونکہ نفسانی آدمی خدا کے روح کی باتوں کو نہیں سمجھتا اس لئے یوں صحیح اپنے شاگردوں سے تماشیں میں باتیں کیا کرتے تھے۔

14 متنی ۳۶:۲۷ ایلی ایلی لما شفقتی:  
مرقس ۳۳:۱۵ الوبی الوبی لما شفقتی:

دونوں حوالہ جات میں تضاد ہے (زبان و ادبی کے اعتبار سے)

اگر خدا تھا تو صلیب پر کس کو پکار رہا تھا؟ اور اگر کنارہ ہونے کیلئے آیا تھا تو پھر گلہ کیوں کر رہا تھا؟

جواب: زیور ۲۲: اکی پیشتناکی پوری ہوئی۔ متنی میں عبرانی زبان میں ترجمہ ہوا ہے جبکہ مرقس میں ارامی زبان میں ترجمہ ہوا۔ ارامی وہ زبان ہے جو یوں اور اس کے شاگرد اپس میں بولا کرتے تھے۔ اس میں کسی طرح کا کوئی تضاد نہیں کیونکہ معنی دونوں بیانات کے ایک ہی ہیں۔

دوسراؤال کس کو پکار رہا تھا اور اگر کنارہ ہونے کیلئے آیا تھا تو پھر گلہ کس بات کا تھا؟ اس سوال کا جواب دینے کیلئے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ یوں صحیح میں دو ذاتیں تھیں۔ الہی ذات اور انسانی ذات۔ خدا کا ازالی کلام ہونے کے سبب سے وہ ازال سے خدا کیسا تھا (یو ۱۲: ۱۰)۔ لیکن ہنی نو انسان کے گناہوں کا کنارہ ہونے کیلئے اس کلام کو بخشم ہونا پڑا۔ اس کے علاوہ انسان کی مخصوصی کا کوئی اور چارہ نہ تھا۔ ہنی نو انسان کے گناہوں کا عوضی ہونے کیلئے کسی مخصوص انسان کی ضرورت تھی کیونکہ حیوانات کی قربانیاں اس مقصود کیلئے ناقابل تھیں۔ (عبرانیوں میں اباب کامطالعہ فرمائیے)۔ اس تعلق سے آپ سے درخواست ہے کہ میری ہی تیار کی ہوئی ایک ڈیوڈ یا دیکھتے کہ یہ بات بھی آپ کی سمجھی میں آجائے۔ اس ڈیوڈ کا مضمون ”علم الکفارہ“ ہے۔ تاہم میجا نے الہی ذات کا اپنے لئے کبھی بھی استعمال نہیں کیا بلکہ وہ سروں کی بھلانی کیلئے کیا۔ اس بات کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب صحیح گرفتار ہوئے تو ایک شاگرد سے مخاطب ہو کر میجانے خوہر مایا کہ اگر میں چاہوں تو فرشتوں کے بارہ ٹھنڈن اپنی مدد کیلئے بلا سکتا ہوں لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا۔ جب شاگرد طوفان میں گھر ہوئے تھے اور سمجھتے تھے کہ ہم ہلاک ہونے والے ہیں تو میجا اپنے وسیع قدرت اور الہی اختیار سے آندھی اور پانی کی طالطم خیز موجودوں کو تھادیتے ہیں۔ چار دن کے مرد شخص کو زندہ کر دیتے ہیں اور چند روٹیوں اور مجھلیوں سے ہزاروں کو سیر کر دیتے ہیں۔

صلیب پر منے والی الہی شخصیت نہیں بلکہ انسانی شخصیت تھی۔ الہی ذات کو موت نہیں ہے۔ خدا بھی بھی نہیں مرتا وہ ازل سے ابد تک خدا ہے تھا وہ فلپوس ۲، باب کے مطابق الہی ذات کا انسانی جامہ پہننے کا مقصد ہی یہی تھا کہ وہ نی نو انسان کیلئے مر جائے لہذا جو صلیب پر موا وہ ”پیٹا“ ہے جو اس سے کلمہ کی صورت میں نکلا۔ لہذا یہ نوع مسیح بشری جامہ میں صلیب پر دُکھ کے عالم میں خدا باب سے مطابق ہو کر کہہ رہا تھا کہ اے میرے خدا اے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ انسانی ذات ہونے کی حیثیت سے وہ رویا بھی، اُسے بھوک بھی لگی، وہ تھکا بھی اور وہ سویا بھی ہے۔

حرف آخر کے طور پر یہ کہ صلیب پر خدا نہیں بلکہ انسان موا ہے اور انسان ہوتے ہوئے اُسے دردا و تکلیف بھی ہوئی جس سبب سے بیٹا ہونے کی حیثیت سے وہ خدا کو باب کہہ کر پکارتا ہے۔ یاد رکھیں کہ اگر وہ چھوڑانہ جاتا تو نی نو انسان کے گناہوں کی مخلصی کیلئے اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ صلیب پر بیٹے کا دُکھ دیکھ کر باب بھی اپنا چہرہ پھیر لیتا ہے۔ یہ خدا کا اظہارِ محبت ہے کہ اس نے اپنے کلمہ کو جسم دیا تاکہ ہماری خاطر مر جائے اور ہم اُس کے وسیلے سے ہمیشہ کی زندگی پائیں۔

15 یہوں نے اپنے والدہ مختارہ سے مخاطب ہو کر ”اے عورت“ کہا۔ یہ ماں کی شان میں گستاخی، توہین اور اس کی بے عرتی ہے (یو ۱۹: ۲۲-۲۷ اور یو ۲۲: ۳)۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ یہوں اپنی والدہ سے ”ماں“ کہہ کر بھی بھی مخاطب نہیں ہوئے؟۔ جواب: ”اے عورت“ کیلئے اصل یونانی زبان میں جو الفاظ مستعمل ہیں ان کے معنی ”اے معززِ خاتون“ کے ہیں اور یہاں سے الفاظ تھے جو اُس معاشرے میں اور اس زمانے میں قابل تبول تھے۔ کلام مقدس کی تفسیر کیلئے ضروری ہے کہ جس زمانے میں جو بات لکھی گئی ہو اُس وقت کے حالات اور معاشرے کا بھی مطالعہ کیا جائے۔ یہ ہم بہت سی اغلاط کے خطرے سے بچ جائیں گے۔

سوال کا درصراحتہ بہت اہم ہے۔ آپ کو معلوم ہوتا چاہئے کہ یہوں نے فرمایا تھا کہ میری ماں اور بہن بھائی وہ ہیں جو میرے باپ کی مرضی پر چلتے ہیں۔ پھر ایک اور مقام پر فرمایا کہ جو میری خاطر اپنا سب گھر ترک نہ کر دے وہ میرے لاکن نہیں ہے (لوقا ۱۷: ۱۸)۔ باپ۔ یہوں نے اپنی زندگی سے اپنے بھینجے والے کی مرضی پوری کی۔ لیکن میں ہی مریم صدیقہ اور مقدس یوسف سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ مجھے اپنے باپ کے کام میں لگے رہنا ہے؟۔ یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب آپ بارہ سال کی عمر عزیز میں اپنے والدین کیسا تحریر و شکیم گئے تھے اور زندہ ہی علماء کیسا تھا بحث کرنے لگے جس سبب سے پیچھے رہ گئے تھے۔

میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے اس نے ”ماں“ کا الفاظ استعمال نہیں کیا کیونکہ آپ جسمانی رشتہ قائم کرنے نہیں آئے تھے بلکہ باپ کی مرضی پوری کرنے آئے تھے۔ مسیح امر دوڑن کے ملاپ سے ولادت نہیں پائے تھے۔ اگر مسیح ماں کہہ کر مخاطب ہوتے تو مجھے بھی کہنا

پرستا لیکن چونکہ آپ ماں کہہ کر مخاطب نہیں ہوئے اس لئے مجھ پر بھی مقدس سر حم کوماں کہنا فرض نہیں ہے۔ میرے لیئے یہ اختیاری بات ہے۔

16 مسیح کے دائیں ہائیں و شخص مصلوب تھے۔ ایک حوالے میں لکھا ہے کہ وہ ”بدکار“ تھے جبکہ وسرے حوالے میں لکھا ہے کہ وہ ”ڈاکو“ تھے۔ اب کونسا بیان صحیح مانا جائے؟۔ (لوقا ۲۳:۴۹ بمقابلہ مرقس ۱۵:۳۲)

جواب: لفظ ”بدکار“ کے معنی ”بر اکام“ کرنے والا کے ہیں۔ گناہ کوئی بھی معمولی یا چھوٹا یا بڑا نہیں ہوتا۔ گناہ، گناہ ہی ہوتا ہے تاہم ڈاکہ ”ڈالنا“ چھا کام نہیں بلکہ بر اکام ہے اس لیئے ان ڈاکوؤں کیلئے ”بدکار“ کا لفظ استعمال کرنا معیوب نہیں ہے۔ ”ڈاکہ“ ان کے بڑے کام کی وضاحت کرتا ہے کہ وہ کونسا بر اکام کرتے تھے۔

17 ایک حوالے میں لکھا ہے کہ ایک بدکار نے مسیح پر لعن طعن کی جبکہ وسرے میں ہے کہ دونوں نے کی۔ اب کونسا بیان صحیح مانا جائے؟ (لوقا ۲۳:۴۹ بمقابلہ مرقس ۱۵:۳۲)

جواب: لعن طعن دونوں نے کی تھی مگر جب یسوع نے صلیب پر کہا کہ ”اے باپ انہیں معاف کر کیونکہ یہ نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں“ تو ایک کی زندگی میں پاک روح نے کام کیا اور وہ تبدیل ہو گیا اور یسوع پر ایمان لایا کہ وہ خداوند ہے، وہ بے گناہ ہے، باادشاہ ہے، پھر سے آئے گا اور وہ منصف ہو گا۔ اس کے بعد اس نے یسوع پر لعن طعن نہیں کی بلکہ ایمان دار ہن گیا۔ اسی سبب سے وسری جگہ لکھا ہے کہ ان میں سے ایک نے لعن طعن کی ہے۔

18 یسوع نے اپنے ساتھ مصلوب ایمان لانے والے شخص سے مخاطب ہو کر کہا کہ ”و آج ہی میرے ساتھ فردوں میں ہو گا۔ جبکہ یسوع صلیبی موت کے بعد وہن ہوا اور تمین بعد وہن جی اٹھا اور اس کے بعد چالیس دن تک مختلف جگہوں پر اس کا ظہور ہوتا رہا۔ لہذا یہ بیان غلط ثابت ہوا کہ ”و آج ہی میرے ساتھ فردوں میں ہو گا۔“

جواب: سوال کی نوعیت کو دیکھنا ہے کہ آیا یہ سوال کسی مسیحی کا ہے یا غیر مسیحی کا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سوال کسی غیر مسیحی کا ہے۔ کیونکہ غیر مسیحیوں کے نزدیک جو فردوں کا تصور ہے وہ مسیحی تصویر نہیں۔ مسیحی تصویر فردوں کے مطابق جہاں خدا ہے وہاں راحت اُن وہ کوں اور پاکیزگی ہے اور وہی فردوں ہے۔ جہاں مسیح ہے وہاں راحت چیزیں اور آرام ہے۔ وسرے لفظوں میں یسوع خوفزدہوں ہے اور جہاں وہ گیا وہاں یہ ایمان لانے والے شخص بھی آگیا۔ ساتھ ہی ساتھ یہ جسم کے فردوں میں جانے کی بات نہیں ہے بلکہ روح کی ہے۔ مرنے کے بعد ایمانداروں کی روح خدا کے پاس اُس کے فردوں میں ہوتی ہے۔ لہذا ایمان لانے کے بعد شخص اُسی وقت خدا کے فردوں میں پہنچ گیا۔

19 یہو یا کیم کے دور حکومت میں اتنا اختلاف کیوں؟۔ سلاطین ۸:۲۷ بمقابلہ ۲-تواریخ ۹:۳۶۔ ایک حوالے میں تمین ماہ سلطنت کی جبکہ وسرے میں تمین ماہ وہ دن سلطنت کی۔

جواب: تواریخ کا مصنف زیادہ تفصیل بتاتا ہے جبکہ سلاطین کا مصنف اتنا ضروری نہیں سمجھتا۔ وہ بڑی بات پر زور دیتا ہے چھوٹی باتوں پر

نہیں۔ بڑی بات یہ ہے کہ یہو یا کہیں نے قریباً تین ماہ سلطنت کی۔ یہ راؤنڈ فلگر بتاتا ہے۔ میں انسانی مصنف کی بات کرتا ہوں۔ یاد رکھیں کہ عہدِ حقیق میں اس طرح کی کتنی باتیں ہیں۔ ایسے سوالات کے جوابات دینے کیلئے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ مصنف کے نزدیک کوئی بات ضروری ہے جس پر وہ زور دے رہا ہے۔

20 مندرجہ ذیل حوالہ جات میں کونسا درست ہے؟ قحط کے سات سال یا تین سال؟ (۲-سیموئیل ۲۷:۱۳ اور ۱-تواریخ ۱۲:۲۱)۔

جواب: سیموئیل کے حوالے میں داؤ دے سوال پوچھا جا رہا ہے کہ اپنے لیئے انتخاب کرنے کے تیرے ملک میں سات برس قحط کے ہوں یا تین ماہ تک اپنے دشمنوں سے بھاگتا رہے یا تین دن تک مری ہو جبکہ تو ارخ کے حوالے میں قحط سے دوسال پہلے اور دو سال بعد کے بھی حالات کا بیان کیا گیا ہے۔ قحط تین سال کا ہی تھا۔ چنانچہ خداوند نے اسرائیل پر وہ بھیجی۔

21 پیدائش ۱:۶ کے مطابق خدا کے بیٹے اور آدمی کی بیٹیوں سے کیا مراد ہے؟

جواب: علامہ باطل مقدس کے مطابق اس سوال کے دو ممکنہ جوابات ہیں۔ گچھ علاء کے خیال کے مطابق خدا کے بیٹوں سے مراد "فرشتہ" ہیں جو بعد میں آسمان سے گرا دیئے گئے تھے۔ اگر یہ فرشتہ میں خواہ وہ گرے ہوئے ہیں یا نہیں تو پھر فرشتوں میں تو بیاہ شادی نہیں ہوتی تو پھر اولاد کیسے پیدا ہوئی اور اس بات کی خداوند یوسع مجھ نے تصدیق بھی کی ہے۔ جبکہ زیادہ تر علاء کا خیال ہے کہ اس سے مراد "سیت" کی اولاد ہے۔ میں ذاتی طور پر اس بات سے متفق ہوں کہ راست بازہا بل کے اپنے بھائی قاتم کے ہاتھوں قتل ہو جانے کے بعد خدا نے آدم و حوا کو ایک اور بیٹا بخشنا جس کا نام سیت تھا۔ سیت سے راست باز لوگوں کی نسل چلی اور قاتم سے ناراست لوگوں کی نسل چلی۔ وہ جو راست باز کی اولاد تھے انہیں "خدا کے بیٹے" کا خطاب دیا گیا اور جو ناراست تھے انہیں "انسان کے بیٹے" کہا گیا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ راست بازوں نے ناراستوں کی ساتھ ازاد وابحی رشتہ قائم کیتے۔ یہاں موارجوا ہے۔ عہدِ جدید میں ایسا کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔

22 کیا کسی ایماندار مسیحی کو کسی غیر ایماندار سے شادی کرنے کی اجازت ہے؟

جواب: یہ ایک ایسا سوال ہے جس کے بارے میں عہدِ حاضر میں پرواہ نہیں کی جاتی۔ خدا نے عہدِ حقیق میں بنی اسرائیل کو غیر قوموں یعنی بے ایمانوں کی ساتھ شادی کرنے سے سختی سے منع فرمایا۔ پونکہ عہدِ حقیق اور عہدِ جدید دونوں کا ایک ہی مصنف ہے اس لیے وہ عہدِ جدید میں بھی غیر نجات یافتہ لوگوں سے ازدواجی رشتہ قائم کرنے سے منع کرتا ہے۔ ۲-کرنتھیوں ۱۸:۲-۲۱ کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ایمانداروں کو ایسا کرنا زیاد بنا نہیں ہے۔ ایماندار کی شادی ایماندار سے ہی ہونی چاہیئے اور میں تو یہاں تک کہوں گا کہ اس آئیت کا مطلب یہ ہے کہ ایماندار مسیحی کا بے ایمان مسیحی سے بھی شادی نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ کلام کے برخلاف ہے۔

میں نے دیکھا کہ کتنی مسیحی ایماندار کسی غیر نجات یافتہ کے دام محبت میں پھنس جاتے ہیں اور اس پر پر وہ ڈالنے کیلئے جواب دیتے ہیں کہ بعد میں اسے مسیحی کر لیا جائیگا۔ جبکہ بعد میں کبھی ایمان نہیں ہوتا۔ اور ہم کسی کو مسیحی کر بھی نہیں سکتے۔ یہ ہمارا کام نہیں بلکہ پاک

روح کا ہے۔ اس لیئے کسی غیر نجات یافتہ شخص کی ساتھ شادی کا تعلق قائم کرنے کے خواب نہ دیکھیں کیونکہ اس میں بر بادی ہے۔

23 روح القدس کی معموری کا نشان کیا ہے؟

جواب: اچھا ہو گا کہ میں اپنا خیال بیان کرنے کے بجائے یسوع مسیح کی تعلیم پیش کروں۔ یسوع مسیح نے آسمان پر صفوی فرمائے ہے پیشتر اپنے شاگردوں سے گلیل کے پیار پر مخاطب ہوتے ہوئے اعمال: ۸:۸ میں فرمایا۔ ”لیکن جب روح القدس تم پر نازل ہو گا تو تم قوت پاؤ گے اور یہ شہیم اور تمام یہودیہ اور سامریہ بلکہ زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہو گے۔“ روح القدس کے ہونے کا نشان ”گواہی دینا“ ہے۔ اس سے مراد یہ کہ اگر کوئی دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ میں روح القدس ہے اور وہ گواہی نہیں دیتا تو وہ جھوٹا ہے اور وہ کوئی دیتا ہے۔ کیونکہ جہاں خدا کا روح ہے وہاں دلیری اور گواہی ہے۔ روح القدس کے بغیر پطرس بھی بُردنی دکھاتا ہے اور خداوند کا تین بار انکار کرتا ہے لیکن روح القدس کے نزول کے بعد وہ واعظ کرتا ہے اور ایک ہی واعظ کے وسیلہ سے تین ہزار لوگ مسیح کے پاس آ جاتے ہیں۔ گواہی کے ذریعے ہی کلیسیاء کی ترقی ہے اور کوئی ایسا نشان نہیں جس کے ذریعے کلیسیاتِ قدیمة پر یاد رکھیں اس گواہی سے مرا انجیل یعنی خوبخبری سنانا ہے اور یہ خوبخبری نئے علاقوں اور نئے لوگوں میں سُنائی جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر کوئی روح القدس سے معمور ہو گا تو اس کی زندگی سے روح کا پہل بھنی نظر آئے گا۔ اگر روح کا پہل نہیں تو پھر اسی جھگڑا ہی ہو گا اور جہاں لوائی جھگڑا ہے وہاں خدا کا روح نہیں ہے۔

24 کیا ایماندار خاتون بناو سنگھار کر سکتی ہے؟

جواب: جہاں تک میں سمجھتا ہوں ایماندار خاتون رُوحانی باتوں میں لگی رہتی ہے اور اس کو بناو سنگھار کی فرستہ ہی نہیں ہوتی۔ لیکن اس کا یہ بھی مطلب نہیں کہ وہ تارکُ الدنیا ہوتی ہے۔ وہ اس معاشرے کا حصہ ہے۔ زیورات عورت کیلئے ہوتے ہیں مرد کیلئے نہیں ہوتے لیکن آئیں دیکھیں کہ باہل مقدس اس بارے میں کیا کہتی ہے۔

پچھلوگ کہتے ہیں کہ زیورات یا ظاہری بناو سنگھار سے باہل منع کرتی ہے اور وہ ۱- پطرس ۲:۳ کا حوالہ دیتے ہیں۔ اگر اس حوالے کے سیاق و سبق اور تواریخی پس منظر کو دیکھا جائے تو یہاں زیورات پہنچنے سے منع نہیں کیا گیا۔ یہاں اس بات پر زور ہے کہ خدا پرست خواتین ان ہی کاموں میں نہ لگی رہیں کہ اپنے آپ کو بہاتی اور سنوارتی رہیں۔ ان باتوں کو ترجیح نہ دیں اور نہ ہی اپنی نمائش کریں۔ بلکہ وہ اپنے شوہروں کے تالع رہیں اور ان کی فرمانبرداری کریں۔

ابتدائے زمانہ سے ہی زیورات عورت کی زیست رہے ہیں۔ اب ہام جب اپنے نوکر کو بھیجتا ہے کہ اس کے بیٹے اضحاق کیتے ہیوی ڈھونڈ لائے تو نوکر اپنے ساتھ سو نے کے دوڑتے اور ایک نتھ لے کر جاتا ہے جو رقبہ کو پیش کرتا ہے۔ اگر زیورات منوع ہوتے تو

شروع ہی سے اس کی مثال دیکھتے۔ سعیاہ ۱۶:۳-۲۶ بھی دیکھیں۔ یہاں گردن کش اور ملکبر دختر ان سیوں کی بات ہو رہی ہے۔ اس طرح کا زیورہ بناؤ سلگھار منع ہے۔ سعیاہ ۲۱:۱۰-۱۱ میں دہن کے سلگھار کی مثال پیش کی گئی ہے۔ اگر منع ہوتا تو اس کی مثال خدا خود تبی کی معرفت کبھی نہ دیتا۔ یہ سعیاہ ۲۳:۲ میں بھی عورت کے زیورات کی مثال دی گئی ہے۔ اگر زیورات منوع ہوتے تو ان کی مثال اپنے معنی میں کبھی بھی نہ دی جاتی۔ مکافہ ۲:۲۱ میں بھی دہن کے سلگھار کی مثال دی گئی ہے کہ نیا شہر یہ وہیں ایسا ہی سجا ہوا ہو گا۔ لہذا میں سمجھتا ہوں زیورات خود رے نہیں ہیں لیکن ان کا استعمال برآ ہو سکتا ہے۔

25 باہل مقدس کے مطابق حیادار لباس سے کیا مراد ہے اور عورت کس طرح کالباس پہنے۔ اس کا مقابلہ عہد حاضر کے جدید پہناؤے سے لیا جائے۔

جواب: باہل مقدس کی جو تعلیم اس معاشرے کیلئے تھی وہ آج کیلئے بھی ویسی ہی حیثیت رکھتی ہے۔ حیادار لباس سے مراد ایسا لباس ہے جو صاف سُتھرا ہو اور ہر معاشرہ اسے قبول کرے۔ ایسا لباس جس میں آپ دوسروں کیلئے مرکونگاہ نہ نہیں۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے جسمانی اعضاء کی نمائش نہ ہو رہی ہو۔ آپ کپڑے پہننے ہوئے بھی تنگے نظر نہ آئیں۔ عہد حاضر کے ملبوات میں سے اکثر ایسے ہیں جن میں شرم و حیاء بالکل بھی انظر نہیں آتی۔ ہم مغرب کی طرح ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ جبکہ ہمیں اپنے معاشرے کی اقدار کو کبھی بھی نہیں بھولنا چاہیے۔ جدید فیشن کی دنیا نے درزیوں کو بھی پاگل کر دیا ہے۔ لہذا ایسا لباس جس میں آپ کسی کیلئے آزمائش کا سبب نہ ہو وہ پہنا جائے تو اچھا ہے۔

26 کیا ہمیں دوسروں کو کنورٹ کرنا چاہیے؟

جواب: میرے دوست جو سمجھی نہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ عیسائی لوگ دوسروں کو کنورٹ کرتے ہیں۔ میں یہاں پر اس بات کی تھوڑی تفہییر کرنا زیادہ ضروری سمجھتا ہوں۔ لفظ ”کنورٹ“ کے معنی تبدیلی کے ہیں۔ روحاں ایسا عبارت ہے شخص کو تبدیل ہوتے رہنے کی اہم ضرورت ہے۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جو یہیشہ جاری رہتا ہے۔ ہم ایک ہی دن میں تبدیل یا کامل نہیں بن جاتے کیونکہ ایسا ہونے کیلئے وقت لگتا ہے۔ خدا کی یہ مرضی ہے کہ ہم میں مسلسل تبدیلی آتی رہے۔

دوسری طرف عام طور پر لفظ ”کنورٹ“ کے معنی کسی ایسے شخص کیلئے استعمال ہوتے ہیں جو کسی ایک دین سے نکل کر دوسرا دین میں داخل ہو جائے۔ سوال کے جواب میں یہ کہوں گا کہ کسی کا دل اور دین بدلتا ہمارا کام نہیں۔ لوگ ہم سے ہمارے ایمان سے متعلق سوالات پوچھتے ہیں اور ہم ان کو جوابات دیتے ہیں۔ ہم نے کسی کو کنورٹ کرتے ہیں اور نہ ہی کر سکتے ہیں۔ یہ انسان کے بس کی بات نہیں کہ وہ کسی کو کنورٹ کرے۔ کسی کی روحاں آنکھیں کھولنا خدا کے پاک روح کا کام ہے۔ اگر میں کسی کو کنورٹ کر بھی دوں تو وہ زیادہ دیر تک قائم نہیں رہے گا لیکن جب پاک روح کسی کی زندگی میں کام کرتا اور اسے تبدیل کرتا ہے تو وہ شخص قائم رہتا ہے۔

27 - جب حضور مسیح نے فرمایا کہ میں اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کیلئے نہیں آیا اور آپ نے اپنے شاگردوں کو بھی حکم دیا کہ اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں جانا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ صرف اسرائیل کیلئے ہی تشریف لائے تھے۔ دنیا کے باقی لوگوں کیلئے نہیں۔ لہذا ہم کیسے ہوئی کر سکتے ہیں کہ وہ ہمارے لیئے بھی آئے تھے؟ جواب یہ یہاں کسی مسیحی شخص کا نہیں ہے۔ تاہم اس بات کی پھر سے ذہراً کرتا چلوں کہ کسی بھی آیت کی تفسیر اس کے سیاق و سبق، پس منظر اور اس معاشرے کے مطابق کرنا ضروری ہے۔ عموماً کسی ایک آیت کو لے کر آپ تعلیم نہیں بناتے۔ اس سے پہلے اور بعد کی آیات کا بھی مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ سوال کو بہتر طور پر سمجھنے کیلئے مندرجہ ذیل آیات کا مطالعہ بھی کر لیں (متی ۱۵:۲۷؛ متی ۲۷:۴-۵؛ رومیوں ۸:۱۵)۔

اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ خدا کسی کا بھی طرفدار نہیں۔ یوہ حادثہ ۳:۲۶، میں مرقوم ہے ”خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی.....“۔ رومیوں ۵:۱۲ میں لکھا ہے کہ ایک آدمی کے سبب سے گناہ دنیا میں آیا اور رگناہ کے سبب سے موت آئی اور یوں موت سب آدمیوں میں پھیل گئی اس لیئے کہ سب نے گناہ کیا۔ یہاں پر یہ نہیں لکھا کہ صرف قوم بنی اسرائیل میں گناہ آیا۔ رومیوں ۳:۲۰، میں لکھا ہے کہ کوئی بھی راستباز نہیں ایک بھی نہیں۔ رومیوں ۳:۲۳ میں ہے کہ سب نے گناہ کیا.....“۔ لہذا اس حقیقت کو مددِ نظر کرنا ضروری ہے کہ اولاد آدم گنہگار ہے اور خدا اجنب ہے۔ وہ سب لوگوں سے مساوی پیار کرتا ہے اور وہ کسی کا بھی طرفدار نہیں۔

خدا نے حضرت ابراہام کو اپنے مقصد کیلئے بت پرست گھرانے سے بچا اور انہیں برکت دینے کا وعدہ فرمایا۔ (پیدائش ۱:۱۲-۳) پھر عالم بزرگ میں ان سے فرزندِ موعود حضرت اخاق کی ولادت ہوئی اور انہیں بھی برکت دی اور پھر ان سے بھی وعدہ فرمایا (پیدائش ۲:۲۶)۔ پھر ان کے فرزند حضرت یعقوب کو برکت دی اور ان سے بھی وعدہ فرمایا (پیدائش ۱۳:۲۸)۔ جن کو بعد میں اسرائیل کا نام ملا۔ ان کے بارہ بیٹے تھے جن سے اسرائیل کے بارہ قبیلے چلے۔

گنہگار انسان کی نجات کیلئے انتظام بھی خدا نے قوم بنی اسرائیل میں سے ہی کر رکھا تھا اگرچہ اس کا منصوبہ اس نے بنای عالم سے پیشتر سے بنایا ہوا تھا۔ انبیاء و رسول بنی اسرائیل سے ہی آئے ہیں۔ یوں بنی اسرائیل قوم سب سے نرالی اور خدا کی طرف سے بھی ہوئی قوم تھی۔ خدا نے اسے برکت بخشی۔ اور اپنے زور بزاوے مصروفی غلامی سے نکالا اور بیان میں ان کی ضروریات کو پورا کیا اور یوں سر زمین میں موعود کی طرف لے کر آیا جس کا خدا نے ان کے باپ حضرت ابراہام سے وعدہ کیا تھا۔

مسیح اجنبی جہاں کیلئے نجات بن کر تشریف لائے وہ یہودیوں میں سے ہی تھے۔ آپ کو معلوم ہے کہ کلام کہتا ہے کہ عدالت اُس

کے گھر سے شروع ہوگی۔ یہی سب تھا کہ خدا نے اوقیات یا ترجیح سب سے پہلے اہل یہود کو دی کہ وہ نجات حاصل کریں۔ اسی لیے آپ نے فرمایا کہ مجھے بنی اسرائیل کے پاس بھیجا گیا ہے اور اسی طرح مسیح نے اپنے شاگردوں کو بھی پہلے اسرائیل کے پاس ہی جانے کیلئے کہا یعنی ترجیح بنی اسرائیل کو پہلے دی گئی۔ پھر یہودی آپ پر ایمان لائے جب کہ زیادہ تر آپ کی خلافت کرنے لگے۔ یہی سب تھا کہ مسیح نے فرمایا کہ نبی اپنے وطن میں عزت نہیں پاتا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں اپنوں میں آیا لیکن انہوں نے مجھے قبول نہیں کیا لیکن جتنوں نے مجھے قبول کیا میں نے انہیں خدا کے فرزند بننے کا حق بخشنا یعنی وہ جو مجھ پر ایمان لاتے ہیں۔

نبی اسرائیل کے اس نجات کے پیالے کو ٹھکرانے پر انجیل کا پیغام آج ساری دنیا میں پھیل رہا ہے۔ یہاں یو ۲۰:۳۶ اولی آیت پوری ہوتی ہے کہ خدا نے دنیا سے محبت رکھی۔ نجات کا پیغام پوری دنیا کیلئے ہے لیکن شروط ہے۔ مشروط اس لیے کہ اس پر ایمان لانے کے وسیلے سے نجات ہے۔ اس کے علاوہ نبی نوع انسان کے پاس نجات کا کافی انعام نہیں۔ آسان کے تلے زمین کے اوپر اور کوئی نام بخشنا ہی نہیں گیا جس کے وسیلے سے گھنگھا رسان انسان نجات پا سکے۔ خدا کی محبت سب لوگوں کیلئے ہے۔ میسا سب لوگوں کیلئے ہی تشریف لائے تھے۔

28 مدرس ۱۷:۱۸ کے مطابق کسی لوگ کہتے ہیں کہ انجیل میں لکھا ہے کہ تمہیں زہر پینے سے کچھ نہیں ہوگا۔ اگر تمہارا مسیح پر ایمان ہے تو یہ لوگ بھی زہر پیو، پھر دیکھا جائیگا کہ تمہیں کچھ ہوتا ہے کہ نہیں؟

جواب: جب عقل و فہم سے کام لیا جائے تو اس سوال کا جواب سمجھنا بہت ہی آسان ہے۔ جی ہاں یہ بات انجیل میں لکھی ہے۔ لیکن یہ جانا ضروری ہے کہ جب یہ بات لکھی گئی تو اس وقت اس کا کیا مطلب تھا۔ یاد رکھیں کہ انجیل مقدس میں خدا کو آزمائے کا حکم کہیں بھی نہیں ہے۔ جو شخص یہ سوال کرتا ہے وہ گویا خدا کو آزمائے کیلئے کہد رہا ہے۔ جبکہ خدا اس بات سے منع کرتا ہے۔ اصل میں اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر آپ انجیل کا پیغام سنائے کیلئے جاتے ہیں اور خدا کیستھوا اتفاقی وقار میں اور اس کی بلا بہت اور منصوبے کے تحت جاتے ہیں تو کوئی شخص آپ کو زہر دے دیتا ہے اور آپ کو معلوم نہیں کہ یہ زہر ہے تو اس صورت میں پی لینے والے کو کچھ ضرر نہیں پہنچے گا۔ لیکن جان بوجھ کر خدا کو آزمائنا مناسب نہیں ہے۔ یہ خدا کا امتحان کرتا ہے۔ میں تو نہیں پیوں گا کیونکہ خدا نے ایسا کرنے سے اپنے کام میں معن فرمایا ہے۔ نبی اسرائیل نے ایسا کیا تھا اور بہت بڑی تعداد میں لوگ ہلاک ہو گئے تھے۔

29 عصمت الانبیاء یعنی انبیاء کرام کے بے گناہ ہونے یا نہ ہونے پر مختص نوٹ لکھیں۔

جواب: اس ضمن میں بندہ ناجیز تو کسی بھی قسم کافتوںی دینے سے رہا کیونکہ خدا نے انبیاء کرام کو بڑی قدرت کیستھا پنے جال و بزرگی کیلئے مستعمل فرمایا اور ان کے وسیلے سے کافی کام ہوا۔ میرے نزدیک انبیاء کرام کی بہت بڑی شان ہے اور میں ان کی دل سے تعریف کرتا ہوں۔ البتہ میں وہ بیان کرتا ہوں جو تواتر شریف، زبور شریف اور صحائف الانبیاء کرام میں لکھا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ میں انجیل مقدس کی بھی مدلیماً اپنی خوش قسمتی سمجھوں گا۔ اس حقیقت کو کبھی نہ بھولیں کہ باجل مقدس نے کسی کے بھی گناہ کو

چھپا کر نہیں رکھا بلکہ انسان کی کمزوریوں کی ساتھ ساتھ اس کی خوبیوں کو بھی بیان کیا ہے۔

تورات شریف میں لکھا ہے کہ حضرت آدم و حواتے خدا کی نافرمانی کی اور یوں انہیں باعث عذاب سے باہر نکالا گیا۔ حضرت ہاتھیل کو انہی کے اپنے بھائی قاتھیل نے قتل کر دیا۔ حضرت نوح نے مئے نوشی کی اور حواس کھوئی تھے۔ حضرت لوٹ نے بھی میے پی اور ایسی حرکت کی جو کوئی بھی معاشرہ قبول نہیں کریگا۔ حضرت ابرہام نے خدا کے وعدے پر یقین نہ کرتے ہوئے حضرت عاجزہ سے رشتہ جوڑا جو خدا کی مرضی کے برخلاف تھا۔ اس کے علاوہ اپنی بیوی کو بہن کہہ دیتے تھے۔ حضرت موی نے قتل کیا اور چنان کو مارنے کے سبب سے خدا کی نافرمانی کی۔ حضرت ایوب اپنے پیدائش کے دن پر لعنت کرتے ہیں۔ حضرت داؤد نے قتل کروایا اور مقتول کی بیوی کو اپنی بیوی بنالیا اور اس سے پہلے اس کی ساتھ بد فعلی بھی کرچکے تھے۔ حضرت یوسف اور اقرار کرتے ہیں کہ میرے ہونت ناپاک ہیں اور اس طرح کی کئی مثالیں کلام پاک میں ہمیں ملتی ہیں۔ یاد رکھیں کہ یہ میری باتیں نہیں ہیں کتاب مقدس کا مطالعہ کریں تو آپ کو خود ہی معلوم ہو جائیگا کہ حقیقت کیا ہے۔ اس سے پہلے چلتا ہے کہ ہر شخص اولاد آدم ہونے کے اعتبار سے ہر گو پاک اور بے عیب نہیں۔ انسان کمزور ہے اور وہ کامل نہیں ہے۔ انبیاء کرام بھی ہماری ہی طرح انسان تھے مگر خدا نے انہیں بڑی خاص خدمت کیلئے پھنس لیا تھا۔

30 کیا شراب نوشی مسیحی لوگوں میں جائز ہے؟

جواب: مسیحیوں میں شراب نوشی جائز نہیں ہے۔ کلام مقدس میں آیا ہے کہ نہ سباز خدا کی باوشاہی میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جب انسان عارضی سکھا اور چین و راحت اور آرام ڈھونڈ نے کیلئے ایسی چیزوں کا سہارا لے تو وہ گویا خدا کو چیچھے چھوڑ دیتا ہے اور نہ کہتے ہوئے یہ کہر رہا ہوتا ہے کہ غرام میں وہ قدرت نہیں جو ایسی دنیاوی چیزوں میں پائی جاتی ہے۔

انجمنی سر دعاقوں میں لوگ اسے بطور دواستعمال کرتے ہیں لیکن آج ایسا بھی کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ بے شار و دوا کیسی میسر ہیں۔ شراب پینے سے انسان اپنا آپ اور اپنا خون بھول جاتا ہے اور حواس کھوئی تھا ہے۔ کھانے پینے سے متعلق کہ کیا کھائیں یا کیا پیسیں ضروری ہے کہ تم ان تین اصولوں کو یاد رکھیں۔

1- ایسا کرنے سے خدا کا جلال ظاہر ہو گا کہ نہیں؟

2- کیا ایسا کرنے سے دصرد کا یعنی معاشرے کا فائدہ ہے؟

3- اگر میں ایسا نہ کروں تو کیا میں مر جاؤں گا؟

میں سمجھتا ہوں کہ تینوں سوالات کے جوابات اُنہی میں ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ اس لعنت سے بچا جائے اور کھائیں یا پینیں خدا کے جلال کیلئے کریں۔

جواب: میرے ایک بہترین مسلمان دوست نے اعتراض کیا کہ بابل تبدیل ہو گئی ہے۔ بہتر ہو گا کہ جو جواب میں نے اپنے دوست کو دیا اُسی کا خلاصہ یہاں پر لکھا جائے۔ میرے دوست بابل مقدس 66 کتب کا مجموعہ ہے۔ اسے چالیس کے قریب انسانی مصنفوں نے الہام پا کر تحریر کیا۔ اس کتاب کے مکمل ہونے میں تقریباً 1600 سال لگ گئے۔ پھر بھی اس میں ایک ربط اور تسلسل پایا جاتا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ اس کا ایک ہی مصنف ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کا ایک ہی مصنف ہے اور وہ خود خدا ہے جس نے اپنا کلام الہام کر کے انبیاء و رسول سے تحریر کروایا۔

میں نے اپنے دوست سے کہا کہ جب قرآن حکیم آیا تو تقریباً 600 سال قبل شریف کے آئے ہوئے ہو چکے تھے جبل القراء، زیور، صحائف الانبیاء تو اس سے بھی پہلے آچکے تھے۔ اب قرآن آکر اس سے پہلے کی تمام کتب سادویہ کی تصدیق کرتا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ ان کتب پر ایمان لا اور نہم پر لے درج کی گراہی میں ہو۔ تو اس سے مراد یہ ہوئی کہ جب قرآن حکیم آیا تو اس وقت تک یہ کتابیں صحیح اور معتبر تھیں۔ اگر ایمان ہوتا تو قرآن ان بگوئی ہوئی کتب کی بھی تصدیق نہ کرتا۔

دوسری بات جو میں نے اپنے دوست کو بتائی وہ یہ ہے کہ کیا یہ ممکن ہے اُن 600 سالوں کے بعد کسی مسیحی راہب یا عالم نے بابل مقدس میں کسی طرح کی کوئی تبدیلی کی ہو؟ مادر ہے کہ ان چھ سالوں میں انجیل شریف کسی ایک ہی گھر تک محدود نہیں تھی۔ ڈنیا کے مختلف بڑے عظموں میں اس کتاب کے ترجمہ ہو چکے تھے اور ہر ملک کے لوگ اپنی اپنی زبان میں اس کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ فرض کریں کہ میں ہی وہ شخص ہوں جو اس کتاب میں تبدیلی کرنے کی سوچتا تو سوچیں کہ میرا ساتھ کون دیتا؟ لوگ میری گردن اڑا دیتے۔ اور میرا ایسے علاقوں اور ممالک میں جانا بھی ماحل ہوتا جہاں کی زبان، معاشرہ اور مواصلاتی رابطے سے پچھے واقفیت نہ ہوتی۔ آج وہ دور ہے کہ ایک گھر میں دو سو گھنائیوں کی آپس میں نہیں بنتی تو میں زمانے کو کیسے اپنے پیچھے لگایتا۔

لہذا یہ بات بابل درست ہے کہ کلام مقدس معتبر اور لاخطا ہے۔ ہاں اس کے اصل عبرانی اور یونانی زبان سے دو ہزار سے زائد زبانوں میں ترجمہ ہو چکے ہیں۔ ان میں پر نہنگ کی اغاٹا ہو سکتی ہیں اور ہیں بھی لیکن اس سے مفہوم قطعاً تبدیل نہیں ہوتا۔ خدا کا کلام ایسا چاراغ ہے جو انہیں جگھوں کو روشنی بخشتا ہے۔ لہذا اس کا مطالعہ کرتے رہیں اور اس کے مطابق زندگی گزارتے رہیں۔

معترض حضرات کی خدمت میں صرف اتنا کہنا کافی ہو گا کہ شیشے کے گھر سے دوسروں پر پھر پھینکنا اچھا نہیں۔ اگر اہل کلیسا ہمیں ایسے تیر پھینکنا شروع کر دیں تو یہ مسیحی کے نام پر دھمک ہو گا۔ میں اہل کلیسا اسے بھی درخواست کرتا ہوں کہ وہ کبھی بھی ایمان کریں۔

32 کیا حضور مسیح بن خدا ہیں؟ اگر ہیں تو کیسے اور اگر نہیں تو کیسے؟

جواب: یہ بھی ایک ایسا سوال ہے جو میرے ایک مسلمان دوست نے پوچھا اور اکثر میرے دوست اس سے متعلق پوچھتے رہتے ہیں۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ نسبت عیسیٰ کو جسمانی اعتبار سے خدا کا بیٹا سمجھتے ہیں اور اس کے لیے دلیل قرآن حکیم کی سورۃ اخلاص کی وجہتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ کہ اہل عرب قبل از اسلام ہنمان عرب کی پوچھا کیا کرتے تھے اور لات منات اور محترمی جو بت تھے ان کو خدا کے بیٹوں سے منسوب کرتے تھے۔ کئی فرشتوں کو بھی خدا کے بیٹے اور بیٹیاں مانتے تھے جس سب سے اسلام نے آکر اس تعلیم کی لفظ کی اور میں اس لحاظ سے اسلامی تعلیم سے متفق ہوں کہ خدا کا جسمانی طور پر کوئی بیٹا اور بیٹی نہیں۔

حضور مسیح کلمۃ اللہ ہونے کے اعتبار سے روحانی طور پر خدا کے بیٹے ہیں۔ ان کی ولادت میں کسی بھی مرد کا کوئی باتھنہیں نہ ہے۔ آپ روح القدس کی تحریک یعنی خدا کی قدرت سے پیدا ہوئے ہیں۔ آپ جیسی ولادت کسی دوسرے کی نہیں ہوئی۔ خدا بذاتِ خود آپ کے حق میں فرماتا ہے کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں (متی: ۳: ۲۷)۔ یہ ان حوالہ جات میں سے صرف ایک حوالہ ہے جس میں خدا یسوع مسیح کو اپنا بیٹا کہہ کر مخاطب ہوتا ہے۔

میں نے اپنے دوست سے کہا کہ یہ یسوع مسیح جسمانی معنی میں ہیں خدا نہیں۔ لفظ بیٹا کے معنی زکرا ہوا کے ہیں۔ چونکہ مسیح کلمۃ اللہ ہیں جس سب سے وہ ازل سے خدا کے ساتھ تھے۔ ان ہی کے وہیلہ سے یہ عالم وجود میں آئے (یوہنا: ۳)۔ اور اس کلام خدا ہونے کے سب سے مجسم ہو کر اس دُنیا میں آئے۔ جس طرح حاجیوں کو فرزندان تو حیدر کہا جاتا ہے، جس طرح میری بیٹی کو آپ بیٹی کہہ کر پکارتے ہیں جس طرح اُم الکتاب اور مادرِ ملکت ہیں۔ جس طرح ابو ہریرہ اور اُم المؤمنین ہیں اسی طرح روحانی پبلو کے اعتبار سے مسیح یہ یسوع ہیں خدا ہیں۔

لیکن ایک حقیقت یاد رکھیں کہ خدا نے خود کسی کے بارے میں یہ کلمات استعمال نہیں کیئے کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے۔ یہ صرف اور صرف یہ یسوع مسیح کیلئے استعمال ہوئے ہیں۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ مسیح یہ یسوع ہی کے بارے میں اُن کتب سماویہ دعویٰ کرتی ہیں کہ وہ بے گناہ اور معصوم ہیں اور یہی بات انہیں دوسرے انسانوں سے منفرد تھرہاتی ہے۔ حرفاً اُخريہ ہے کہ مسیح جسمانی پبلو کے اعتبار سے قطعاً نہیں بلکہ روحانی پبلو کے اعتبار سے خدا کے بیٹے ہیں۔

33 اگر مسیح بن باپ کے پیدا ہوئے جس سب سے اہل کلیسیاء انہیں خدا کا بیٹا کہتے ہیں تو پھر حضرت آدم کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا نہ باپ تھا اور نہ ماں تھی؟

جواب: یہ بھی ایک ایسا سوال ہے جس سے متعلق میرے مسلمان دوست اکثر پوچھتے ہیں۔ بھائی میں کب کہتا ہوں کہ چونکہ یہ یسوع مسیح

بن باب خدا کی قدرت سے پیدا ہوئے اس لیے وہ ان خدا ہیں۔ میں نے اوپر والے سوال کے جواب میں جو کچھ کہا ہے اس کی پھر سے نظر ثانی کریں۔ یہاں پر میں صرف اسی سوال کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

یاد رکھیں حضرت آدم کا اور مسیح یسوع کا موازنہ کسی بھی صورت میں نہیں کیا جاسکتا۔ تجھیں مقدس کو بنیاد بناتے ہوئے اس کی چند وجوہات ذیل میں بیان کی جاتی ہیں۔

- 1 حضرت آدم زمین کی خاک سے پیدا ہوئے جبکہ مسیح یسوع خدا کا روح اور کلام میں (پیدائش: ۷)۔
  - 2 حضرت آدم زمینی تھے جبکہ یسوع مسیح انسانی ہیں (پیدائش: ۱۹: ۳؛ یوہنا: ۱: ۲)۔
  - 3 حضرت آدم کو خدا نے اپنے بھنوں سے بنایا جبکہ یسوع مسیح کے وسیلہ سے سب کچھ بننا (پیدائش: ۲۸-۲۹)۔
  - 4 حضرت آدم کا اختیار محدود تھا جبکہ یسوع مسیح کے پاس آسمان و زمین کا کل اختیار ہے (پیدائش: ۱۵: ۲۸؛ متنی: ۱۸: ۲۸)۔
  - 5 حضرت آدم نے خدا کی نافرمانی کی جبکہ مسیح یسوع نے کامل فرمانبرداری کی (زمیون: ۵: ۱۹)۔
  - 6 حضرت آدم کے وسیلہ سے گناہ دُنیا میں آیا جبکہ مسیح گناہ کا علاج بن کر آئے (پیدائش: ۳: ۱۵؛ زمیون: ۵: ۱۳)۔
  - 7 حضرت آدم کے وسیلہ سے موت راج کرنے لگی جبکہ مسیح کے وسیلہ سے زندگی آئی (یوہنا: ۵: ۱۲-۱۳)۔
  - 8 حضرت آدم کے وسیلہ سے فردوس کے دروازے ہمیشہ کیلئے بند ہو گئے جبکہ مسیح کے وسیلہ سے فردوس کے بند دروازے ہمیشہ کیلئے کھل گئے (یوہنا: ۱۸: ۱)۔
  - 9 حضرت آدم کے وسیلہ سے ہم اپنے ابدی مقام سے گر گئے جبکہ مسیح کے وسیلہ سے ہم پھر سے اس مقام پر بحال ہو گئے (کرنتھیوں: ۵: ۱۷-۲۱)۔
  - 10 حضرت آدم کی عدالت ہو گئی جبکہ مسیح خود عدالت کرنے والے ہیں (اعمال: ۱: ۳۱؛ یوہنا: ۵: ۲۲)۔
- 34 متنی: ۱۲: ۴۰ کے مطابق ثابت کریں کہ یسوع مسیح تین رات اور دن قبر میں رہے؟

جواب: یاد رکھیں کہ یہ حوالہ اُن کئی حوالہ جات میں سے ایک ہے جن میں یسوع مسیح کے تیرے دن مردوں میں سے جی اٹھنے کا ذکر ہے۔ اگر آپ دھیان سے یہ کتاب پڑھ رہے ہوں تو آپ نے مشاہدہ کیا ہو گا کہ میں بار بار ایک بات کا ذکر کرتا ہوں کہ جس آیت کا آپ مطالعہ کرتے ہیں ضرور ہے اس کے سیاق و سبق اور میں منظر کو بھی دیکھا جائے۔ اچھا ہو گا کہ اس طرح کے دیگر حوالہ جات کا بھی مطالعہ کیا جائے۔

اس سوال کے جواب کو سمجھنے کیلئے ضروری ہے کہ یوہنا: ۱۹: ۳۱ کا مطالعہ کیا جائے۔ ”پس چونکہ تیاری کا دن تھا یہ دن یوں نے پیلا طس سے درخواست کی کہ ان کی نالگیں توڑ دی جائیں اور لاشیں اُتار لی جائیں تاکہ سبت کے دن صلیب پر نہ ہیں کیونکہ وہ سبت

ایک خاص سبت تھا۔

آئیت پر غور کیجئے۔ یاد رکھیں کہ یہ سبت ساتویں ڈن ایعنی بروز ہفتہ والا سبت نہیں تھا۔ یہ ایک خاص سبت تھا جو سال میں صرف ایک ہی بار آتا تھا۔ آپ جانتے ہیں کہ علماء کی تحقیق کے مطابق یسوع مسیح کی ولادت ۲۵ دسمبر کو ہوتی۔ تاریخ کے اعتبار سے اس ڈن کو ۲۵ دسمبر کو ہی منایا جاتا ہے۔ اب ۲۵ دسمبر کو کیا ڈن آتا ہے یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ اسی طرح یہودی کیلندر بھی چاند ہی کے حساب سے تھا۔ خروج ۱۲ ماہ میں بنی اسرائیل کے مصر سے خروج کا ذکر ہے۔ خدا نے بنی اسرائیل کو حکم دیا تھا کہ وہ اس دن کو بلوط عید سال بہ سال منائیں (خروج ۳۰: ۳۰)۔ یہ عید فتح تھی۔ یہودی کیلندر کے پہلے ماہ، ماہ نیسان کی پہلی تاریخ کو اس ڈن کی تیاری شروع ہو جاتی تھی اور دوسرا یہ تاریخ کو خاندان کے حساب سے ایک بڑا لیا جاتا اور چودہ تاریخ شام کو ذبح کیا جاتا تھا۔ اس کا خون بطورِ کامل قربانی کے جہان کے گناہوں کا عوضی اور فدیہ ہو رہا تھا (یوحننا: ۲۹)۔ گویا اس ڈن کو بنی اسرائیل سال بہ سال عید کے طور پر منایا کرتے تھے۔

جب یسوع مسیح مصلوب ہوا تو وہ بھی عید فتح کے ہی لیام تھے۔ مسیح کی مصلوبیت والے سال ماہ نیسان کی چودہ تاریخ ہمارے انگریزی کیلندر کے مطابق جمعرات کو تھی۔ دوسرے لفظوں میں اُدھر مسیح کے بڑے ذبح ہو رہے تھے اور اُدھر خدا کلبرہ (یسوع مسیح) بطورِ کامل قربانی کے جہان کے گناہوں کا عوضی اور فدیہ ہو رہا تھا (یوحننا: ۲۹)۔ گویا مسیح خداوند بروز جمعرات مصلوب ہوئے اور یوں اتوار صبح تک تین رات اور ڈن بن جاتے ہیں۔

جمعرات شام چھ بجے سے جمعہ شروع ہوتا تھا..... جمعہ

جمعہ شام چھ بجے سے ہفتہ شروع ہوتا تھا..... ہفتہ

ہفتہ شام چھ بجے سے اتوار شروع ہوتا تھا..... ہفتہ

اب ایک تو جمعرات کی رات (جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات)

دوسری جمعہ کی رات (جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی رات)

تمیری ہفتہ کی رات (ہفتہ اتوار کی درمیانی رات)

الہذا یسوع مسیح ہفتہ اتوار کی درمیانی رات کو کسی بھی وقت جی اٹھا۔ کیونکہ خواتین جب قبر پر صبح سوریے غائب ہاں گئیں تو

انہوں نے قبر خالی پائی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سوال کا یہ معتر جواب ہے اور میں نے اسکیلے بیٹھ کر اپنی طرف سے اس سوال پر تحقیق نہیں کی بلکہ اس سوال کا جواب کے تحریر کرنے سے پہلے میں نے کئی علماء سے رابطہ بھی کیتے تاکہ بہترین جواب آپ کی مذکور سکوں۔ خداوند آپ کو برکت بخشنے۔

35 کیا یہوداہ نے سردار کا ہنوں سے پیسے لے کر کھیت خریدا (اعمال: ۱۸) یا وہ پیسے ہیکل میں پھینک کر چلا گیا (متی: ۲۷: ۵)؟  
جواب: اگر ان دو حوالہ جات کو غور سے اور قریب سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اعمال والاحوالہ متی والے حوالہ کا اختصار ہے۔ کیونکہ اعمال میں پطرس وعظ کر رہا ہے اور وہاں وہ تفاصیل نہیں بتاتا بلکہ صرف ذکر کرتا ہے کہ کیا ہوا۔ جبکہ متی کی انجیل میں تفصیل ہے اور جواب بھی اُن ہی آیات میں ہمیں ملتا ہے۔ جب اس سوال پر غور کیا جائے تو آدمی پر یثان ہو جاتا ہے مگر جب حوالہ جات کو سیاق و سہاق کیا تھوڑا جائے تو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔

یہوداہ نے شیس روپیے لے کر یسوع مسیح کو گرفتار کروایا۔ بعد میں جب اسے خیال آیا کہ میں نے کیا کیا تو وہ پیسے لے جا کر ہیکل مذہبی سرداروں کو پیش کرتا ہے اور کہتا ہے مجھے ضرورت نہیں ہیں کیونکہ میں نے ایک بے گناہ کو پکڑ دیا ہے۔ مذہبی بزرگوں نے اس پیسے کے لینے سے انکار کر دیا اور یہوداہ وہ پیسے ہیکل میں پھینک کر آگیا اور اپنے آپ کو پھانسی دے دی۔ یہ اس لینے ہو اتا کہ وہ پیشگوئی پوری ہو جو انہیاں کی معرفت کی گئی تھی (زکریٰ ۱۲: ۱۳-۱۴؛ یرمیا ۱۹: ۱۳-۱۴؛ اور یرمیا ۳۲: ۶-۹)۔

اب مذہبی بزرگ اس پیسے کو ہیکل کے خزانہ میں اس لینے نہیں ڈالنا چاہتے تھے کیونکہ وہ صحیح تھے کہ یہ خون کی قیمت ہے۔ انہوں نے باہمی مشورہ سے اس پیسے سے ایک کھیت خریدا جو پر دیسیوں کے فن کرنے کیلئے تھا۔ جب اعمال کی کتاب میں پطرس ذکر کرتا ہے تو وہ ہرzel بات کرتا ہے۔ اس کھیت کے خریدے جانے کے پیچھے پیسے تو یہوداہ کا ہی تھا مگر سردار کا ہنوں نے وہ کھیت خریدا۔ یوں اس کھیت کو اعمال کی کتاب میں یہوداہ ہی سے منسوب کیا گیا۔

36 متی: ۸: ۵ کے مطابق کیا صوبیدار خود یسوع کے پاس آیا تھا کہ میرے نوکر کو شفاذے یا لوقا ۷: ۲-۳ کے مطابق اس نے یہودی بزرگوں کو یسوع کے پاس بھیجا تھا؟

جواب: صوبیدار نے دراصل یہودی بزرگوں کی معرفت یسوع کے پاس پیغام بھیجا۔ متی، صوبیدار کا ذکر اس لینے کرتا ہے کیونکہ صوبیدار ضرور تند تھا جبکہ لوقا اس شفا کیلئے صوبیدار کی کوشش کو بیان کرتا ہے۔ متی اس انجیل میں بیان کرتا ہے کہ قوامِ عالم کو یسوع کی ضرورت ہے۔ متی یہ دکھانا چاہتا ہے کہ یسوع کا لوگوں کیسا تھا ایک تعلق تھا۔ لوقا اس انجیل کے مطابق یہ دکھانا چاہتا ہے کہ یسوع ہر شخص سے ملا تھا جس سے یسوع کی انساری کی جھلک نظر آتی ہے۔ یسوع اس کہانی میں صوبیدار کے ایمان کے مطابق بغیر

صوبیدار کے گھر گئے اس کے نوکر کو شفادیتا ہے۔ مرکزی بات صوبیدار کا ایمان اور اس کے نوکر کی شفا ہے اور یہ دونوں واقعات میں نظر آتا ہے۔ اسان لفظوں میں یہ کہ صوبیدار نے پہلے بزرگوں کو یہ سوچ کے پاس بھیجا اور بعد میں خود بھی فکر مند ہو کر یہ سوچ کے پاس آیا۔

37- کیا یہوداہ نے اپنے آپ کو چنانی دی اور مر گیا (متحی ۲۷:۵) یا سر کے بل گرنے سے اس کا پیٹ پھٹ گیا اور اس کی انتزیاب نکل گئی؟ (اعمال ۱۸:۱)۔

جواب: متحی کی انہیل میں اس بات کا ذکر ہے کہ یہوداہ نے اپنے آپ کو چنانی دی جبکہ اعمال کی کتاب میں لکھا ہے کہ وہ سر کے بل جا رگرا اور اس کا پیٹ پھٹ گیا اور اس کی انتزیاب نکل آئیں۔ دونوں بیانات اپنے آپ میں درست ہیں۔ متحی ۲۷:۱-۱۰، میں یہوداہ کی موت کے واقعہ کا ذکر ہے کہ کیسے واقع ہوئی۔ اعمال کی کتاب ۱:۱۸، ۱۹ میں طبیب لوقا اس بات کا منکر نہیں ہے کہ یہوداہ نے اپنے آپ کو چنانی نہیں دی۔ وہ اس کھیت کا ذکر کرتا ہے جس کا ذکر یہوداہ کے نام کیسا تھا آتا ہے۔ روایات کے مطابق ایسا ہے کہ یہوداہ نے اپنے آپ کو ایک چوٹی پر درخت کیسا تھا لکھا کیا جس کے دامن میں وادی ہنوم ہے۔ اس کے نتیجے میں رسمی کٹ گئی یا گھل گئی جس کی وجہ سے یہوداہ اس پتھری میں کھیت میں جا رکرا تو اس کا پیٹ پھٹ گیا جس کا طبیب لوقا نے ذکر کیا ہے۔

38- جب عزیاہ یروشلم کا بادشاہ بنا تو اس کی عمر ۴۲، بر سر تھی یا ۳۲، بر سر تھی؟ (دیکھئے ۲- سلاطین ۸:۲۶- تواریخ ۲:۲۲)۔

جواب: ۲ سلاطین ۸:۲۶ میں اخزیاہ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ بر سر کا تھا جبکہ ۲- بر سر کا تھا جبکہ ۲- تواریخ ۲:۲۲ میں اخزیاہ کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ بر سر کا تھا۔ خوش قسمتی سے با بل مقدس میں ایسے کافی حوالے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ درست بیان ۴۲ بر سر کا ہے۔

۲ سلاطین ۸:۷ میں بتایا گیا ہے کہ اخزیاہ کا باپ یورام میں اخی اب ۳۲ سال کا تھا جب بادشاہ بنا اور آٹھ سال بعد مر گیا۔ اس وقت اس کی عمر ۴۰ سال تھی۔ فقہا کی اس طرح کی اتفاق سے یہودی اور مسیحی ایمان کی بنیادی باتیں تبدیل نہیں ہو جاتیں۔ اس طرح کے معاملے میں فقہا کا ایک اور حصہ ہے جو اتفاق کی درستی کرتا ہے (۲ سلاطین ۸:۲۶)۔ ہمیں یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ فقہا اس بات میں دیانتدار تھے کہ با بل مقدس کا صحیح متن لوگوں تک پہنچے۔ جیسا ان کو ملا ویسا ہی آگے پہنچا یا۔ یہ ان کی دیانتداری کا ثبوت ہے۔ بات صاف ہے کہ بیٹا اپنے باپ سے بڑا تو نہیں ہو سکتا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ اخزیاہ بر سر کا تھا جب وہ یروشلم کا بادشاہ بنا۔ اس سے اصل غبوم پر فرق نہیں پڑتا۔

39- جب یہویا کیمین یروشلم کا بادشاہ بنا تو وہ آٹھ سال (۲- تواریخ ۹:۳۶) کا تھا ایام ہمارہ (۲- سلاطین ۸:۲۷) سال کا تھا؟

جواب: یہ بات عام فہم ہے کہ آٹھ سال کی عمر بادشاہ ہونے کیلئے بہت چھوٹی عمر ہے۔ جبکہ کئی ایسے مضریں ہیں جن کے خیال کے مطابق یہ عمر بادشاہ ہونے کیلئے صحیح ہے۔ یعنی جب یہویا کیمین آٹھ بر سر کا تھا تو اس کے باپ نے اپنے بیٹے کو اپنے ساتھ جنپ پر بٹھایا جس کا مقصد یہ تھا کہ اسے بادشاہ ہونے کیلئے تربیت دی جائے۔ تب یہویا کیمین ایام ہمارہ بر سر کی عمر میں اپنے باپ کی وفات کے بعد

ریو شلتم کا بادشاہ بن گیا۔ یہی اس سوال کا معترض جواب ہے۔

40 کیا خدا نے فیصلہ کیا کہ انسان کی عمر ۲۰، بر سر ہوتی چاہیے یا اس سے زیادہ؟ (پیدائش ۳:۲، اور پھر پیدائش ۱۲:۱۶ و کمیں)۔  
جواب: پیدائش ۲:۳، میں لکھا ہے کہ انسان کی عمر ۲۰، بر سر ہو گی جبکہ پیدائش ۱۲:۱۶ میں لوگوں کی عمریں لمبی نظر آتی ہیں۔ اس اعتراض کو پس منظر اور سیاق و سبق کے لحاظ سے ہی سمجھا جاسکتا ہے۔

دیکھئے انسان کی عمر کی حد ۲۰، بر سر نہیں ہے جیسا کہ آپ چند ہی ابواب بعد میں دیکھتے ہیں اور خود نوح کی عمر بھی ۲۰ بر سر نہیں تھی بلکہ لمبی تھی۔ اس کے سمجھنے کیلئے زیادہ آسان الفاظ یوں ہیں کہ خدا نے طوفانِ نوح کے آنے کی بات کی ہے کہ وہ ایک سو میں بر سر سے پہنچنے آئے گا اور یہ بھی اس لئے کیونکہ خدا انسان کو موقع دے رہا تھا کہ وہ اُس کی طرف رجوع لائے جیسا کہ ۱- پطرس ۳:۲۰، میں ہم دیکھتے ہیں۔ جب نوح کشی بنا رہا تھا تو خدا صبر سے انتظار کر رہا تھا۔ لہذا یہ لوگوں کی عمر کی حد کی بات نہیں بلکہ طوفانِ نوح کے عرصہ کی بات ہے۔

41 کیا یعقوب کے گھرانے سے ۲۰، لوگ مصر آئے تھے (پیدائش ۲۷:۳۶) یا ۵۷، تھے (اعمال ۷:۱۳)؟۔  
جواب: یوں لگتا ہے کہ ان دونوں حوالہ جات میں اضافہ پایا جاتا ہے لیکن اصل میں دونوں حوالہ جات درست ہیں۔ یعقوب کے خاندان سے گل جانیں جو مصر کو گئیں وہ آیت ۲۶، کے مطابق ۲۶، تھیں کیونکہ ۲۶:۳۶، ۲۸:۳۶ کے مطابق یہوداہ کو پہلے ہی مصر بھیجا جا پکھا تھا۔ جبکہ یوسف اور اُس کے دو بیٹے پہلے ہی مصر میں تھے۔ ۲۷، آیت میں سارے ممبر شامل ہیں جن میں یوسف اور اُس کے دو بیٹے اور یہوداہ بھی شامل ہیں۔ یوں گل تعداد ۴۵ کے، بنتی ہے۔

اعمال کی کتاب میں چونکہ ستفنٹس اپنی شہادت سے پیشتر سچو اجنب کا حوالہ دے رہا تھا اس لیئے یہ بیان بھی درست ہے۔ گلتی ۲۷:۲۶-۲۸:۲۶، کے مطابق یوسف کے تین بیٹے اور دو پڑپتوں کا بھی ذکر ہے۔ پیدائش ۳۶:۲۰، میں ان کے ناموں کا بھی ذکر ہے۔ یوں گل تعداد ۴۵ کے، بنتی ہے۔ لہذا یہ دونوں بیان درست ہیں۔

42 خداوند یسوع مسیح کیلئے ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام“ کے الفاظ استعمال کرنا کہاں تک درست ہے؟  
جواب: یہ ایک ایسا سوال ہے جو تینی لوگ اکثر سینماز میں پوچھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لفظ ”یسوع“ کے معنی ہیں وہی لفظ ”عیسیٰ“ کے معنی ہیں اور وہ معنی ”نجات دہنده“ کے ہیں۔ فیروز الفاظ دیکھ لیجئے۔ بنیادی طور پر یہ دونوں نام ایک ہی شخصیت کو پیش کرتے ہیں یا الگ بات ہے کہ ان کے بارے میں تعلیمات ایک دوسرے سے میل نہیں کھاتیں۔

کسی بھی غیر مسیحی دوست سے بات کرتے ہوئے میں وہ اصطلاحات استعمال کرتا ہوں جو اُس کیلئے عام فہم ہوں۔ مثلاً میں جس

علاقے میں پیدا ہوا ہاں لوگ "یسوع مسح" کو نہیں جانتے وہاں لوگ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام" کو جانتے ہیں۔ لہذا آپ اپ خوشخبری سنانا چاہیں تو پھر کیسے سنائیں گے؟ آگر آپ مجھلی پکڑنے جاتے ہیں تو کیا آپ منڈی کے آگے چاکیٹ لگائیں گے کیونکہ یہ آپ کو پسند ہے یا وہ کیڑا لگائیں گے جو مجھلی کو پسند ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ آپ کیڑا ہی لگائیں گے کیونکہ مجھلی کو چاکیٹ سے کوئی سروکار نہیں اور آپ کا کام مجھلی پکڑنا ہے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ اگر "حضرت عیسیٰ علیہ السلام" استعمال نہیں کرنا چاہتے تو پھر وہ لوگ "یسوع مسح" بھی نہیں سُتا چاہتے۔ ہمارا کام دروازے بند کرنا نہیں بلکہ کھولنا ہے۔ فیصلہ آپ خود کریں کہ اس صورت میں آپ کو کیا کرنا چاہیئے۔

میں یہاں پر آپ کو ایک حل بتاتا ہوں۔ پوسٹ کہتا ہے کہ میں مسح کی خاطر سب کیلئے سب ٹکھہ بننا۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس نے ایمان کے اعتبار سے غیر قوم اور یہودیوں کے ساتھ سمجھوتہ کر لیا تھا لیکن خوشخبری سنانے میں ہر وہ بات جو اسے ان سے دور لے جا رہی تھی اس نے اس بات کو چھوڑ دیا۔

میں ذاتی طور پر "علیہ السلام" کی اصطلاح نہیں استعمال کرتا۔ میں "مسح ہن مر تم، حضور الحسح، ربنا الحسح اور عیسیٰ الحسح" استعمال کرتا ہوں۔ "علیہ السلام" کی اصطلاح کے معنی ہیں اس پر سلامتی ہو تو گویا میں مسح کی سلامتی کیلئے دعا کر رہا ہوں جبکہ اس پر سلامتی بھیجنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ خود را پر سلامتی ہے اور سلامتی کا شہزادہ بن کر آیا ہے۔ ابتدائی چند میٹنگز میں کسی دوست کیسا تھا ان اصطلاحات کو استعمال کروں گا لیکن تاثیات استعمال نہیں کروں گا۔

حرف آخر کے طور پر یہ کہوں گا کہ اچھا ہو گا کہ کسی مسلمان دوست کیسا تھا ابتدائی چند ملاقاتوں میں "مسح ہن مر تم، حضور الحسح، ربنا الحسح اور عیسیٰ الحسح" استعمال کریں اور "علیہ السلام" استعمال نہ کریں۔ باقی تمام کیلئے آپ یا اصطلاح استعمال کر سکتے ہیں اور ان کی ضرورت بھی ہے لیکن مسح کی ضرورت نہیں ہے بلکہ وہ خود سلامتی ہے اور سلامتی بخشنے کیلئے آیا ہے۔

انجیل مقدس میں جس یسوع مسح کا تذکرہ ہے وہ عیسیٰ نہیں ہو سکتا۔ لہذا اہل کلیسیاء نتویں عیسائی ہیں اور نہ ہی کسی عیسیٰ کو جانتے ہیں۔ اہل کلیسیاء یسوع مسح کو جانتے ہیں ہیں اسی لیئے وہ تیکھی کہلاتے ہیں۔ وہ کسی عیسیٰ سے واقف نہیں ہیں۔ جس عیسیٰ کو میرے مسلمان دوست جانتے ہیں وہ انجیل مقدس کا یسوع مسح نہیں ہے۔ ان سے متعلق کتاب مقدس میں آیا ہے کہ ہر ایک گھنٹا ان کے حضور بھکے گا اور ہر ایک زبان اقرار کرے گی کہ یسوع مسح خداوند ہے۔ لہذا ہمیں مجھی ہی پکار جائے عیسائی کہہ کر ہمارا مذاق نہ اڑایا جائے۔

یو~ ۲۸-۱۹: مطابق یو~ حنا سے پوچھا گیا کہ تو کون ہے..... کیا تو وہ نبی ہے؟ یہ کسی اور نبی کی طرف اشارہ تو نہیں؟

جواب: یو شلیم کے یہودیوں کی طرف سے یو~ حنا کے پاس کا ہن اور لاوی بھیجے گئے کہ اس کے بارے میں دریافت کیا جائے کہ کہیں یہ وہ نبی تو نہیں۔ یہودی لوگ تو رات شریف سے واقفیت رکھتے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ تو رات میں کسی نبی کے آنے کا ذکر ہے لیکن ابھی تک معلوم نہیں ہوا کہ وہ نبی کون ہے۔ یو~ حنا کی آمد پر وہ پوچھتے ہیں کہ کیا تو وہ نبی ہے؟ اس نبی کا ذکر کرتا تھا، ۱۵:۸ میں ہے۔ اس حوالہ میں ہوئی اپنے یہودی لوگوں سے مخاطب ہو کر کہتا ہے ”خداوند تیرا خدا تیرے ہی درمیان یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کریا تم اس کی سنتا“۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ نبی کون ہے؟

ایک بات تو باکل واضح ہے کہ جس نبی کی یہاں بات ہو رہی ہے اس میں چند باتوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ یہ باتیں جس شخصیت پر صادق آئیں وہ نبی ہو گا۔ استثناء والے حوالے میں چنانچہ یہودی ہیں اور ان کو کہا گیا کہ وہ نبی .....

۱- یہودیوں میں سے ہو گا۔ کیونکہ لکھا ہے کہ (تیرے بھائیوں میں سے) تو صاف ظاہر ہے کہ اس نبی کا یہودیوں میں سے آنا ضروری تھا۔ ہم یہ نبی جس کسی کو بھی سمجھتے ہیں اگر وہ یہودیوں میں سے آیا ہے تو پھر صحیح ہے۔ اصل میں یہ نبی حضور مسیح کے علاوہ اور کوئی نہیں کیونکہ وہی یہودیوں میں سے آئے ہیں۔

۲- اس کا نبی ہونا ضروری ہے۔ نبی کا کام نبوت کرنا ہے۔ نبوت کی دو اقسام ہیں۔ ایک تو یہ کہ خدا اذاریکٹ کلام کرتا ہے اور قوموں تک یا کسی ایک شخص تک اپنے خادم (نبی) کی معرفت پیغام بھیجتا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ کو داؤ کے دربار میں ہوتی کو فرعون کے دربار میں اور یو~ نہ کوشش نبوہ کی طرف بھیجتا ہے۔ یہاں نبوت ابھی نہیں ہے کیونکہ خدا نے مستقبل کے تعلق سے جو کچھ بھی کہنا تھا وہ اپنے کلام میں کہہ دیا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی ایسی بات نہیں رہ گئی جو خدا نے پیچھے رکھ چکی تھی اور اب اس کو ظاہر کرتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر خدا کا کلام نامکمل مکلف نہ ہے وہ آج آپ کے اور میرے ویلے سے پورا کرتا ہے۔ حضور مسیح نے نبوت بھی کی اور وہ نبی بھی ہیں اور انہوں نے ایسی نبوت کی جو پہلے کسی نبی نے نہیں کی۔

اب ہمارے ہاتھوں میں نبوت کا کلام ہے اور جب میں اس نبوت کے کلام کو پیش کرتا ہوں تو درحقیقت میں نبوت کر رہا ہوں لیکن یہ ڈائریکٹ خدا کی طرف سے کلام نہیں ہوتا بلکہ غیر مرآۃ راست ہوتا ہے۔ لہذا یہ

نبوت خدا کا کوئی بھی پختا ہوا خادم کر سکتا ہے۔

۳۔ جس نبی کے بارے میں یہاں بیان ہے اُس میں ایک اور خصوصیت کا بھی ہو ناضر و ری تھا اور وہ یہ کہ جیسے موسیٰ نے نبی اسرائیل کو فرعون کے ہاتھی پنچے سے خدا کی قدرت کے وسلے چھڑایا اسی طرح اس نبی کو بھی چھڑانے والا ہو ناضر و ری تھا۔ جس نبی کی یہاں بات ہو رہی ہے وہ حضور مسیح ہیں کیونکہ مسیح نے ابلیس کی غلامی سے ہمیں اپنی جان قربان کر کے چھڑایا ہے۔ اگر ہم سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی اور نبی ہے اور مسیح نہیں ہے تو پھر اُس میں ان خصوصیات کا بھی پایا جانا ضروری ہے۔

حرف آخر یہ کہ وہ نبی مسیح یہو ہے یہ اور ان کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔ اس نبی کی جو خصوصیات ہیں وہ کسی اور نبی میں نہیں ملتی بلکہ صرف یہو مسیح میں ہی ملتی ہیں۔ یوحننا انکار کرتا ہے کہ میں وہ نبی نہیں ہوں۔

44 حضرت عیسیٰ علیہ السلام پرتو ایک ہی انجیل اُتری تھی جبکہ آج چاراً جیل ہیں۔ یہ کیا ہے؟

جواب: یہ ایسا سوال ہے جو میرے مسلمان دوست اکثر مجھ سے پوچھتے ہیں۔ جناب اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہو مسیح پر کوئی بھی انجیل نہیں اُتری تھی یعنی ان پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ خود کلامِ خدا ہیں۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ خدا یہ فرماتا ہے بلکہ یہ کہا کہ میں یہ کہتا ہوں۔ خدا کا جسم کلام ہونے کی حیثیت سے دنیا میں آپ وہ واحد شخصیت ہیں جو خود کلام ہیں اور ان پر کوئی کلام نازل نہیں ہوا بلکہ وہ کلامِ خدا کو نازل کرنے والے ہیں۔

رہی بات انجیل کی تو ”انجیل“ کے معنی کتاب کے نہیں بلکہ خوشی کی خبر کے ہیں۔ اس خوبخبری کا دار و مدار کلام مقدس کے مکافات پہنچی ہے۔ اور وہ یہ کہ مسیح کتاب مقدس کے مطابق ہمارے گناہوں کیلئے موا، دفن ہوا اور تیرے دن مردوں میں سے جی اٹھا۔ یہی انجیل ہے جس سے دنیا کو نہیں کی ضرورت ہے۔ اب یہ بات ذہن میں رکھیں کہ انجیل یعنی خوبخبری صرف ایک ہی ہے اس کے علاوہ کوئی اور خوبخبری نہیں ہے۔

خدا نے اس ایک انجیل یعنی خوبخبری کو احاطہ تحریر میں لانے کیلئے چار اشخاص کا انتخاب کیا اور یہ اُس کی طرف سے پہنچیدہ تھے۔ خدا نے چاروں اشخاص کو ایک کام سونپا اور وہ یہ کہ یہو مسیح مسیح کی زندگی، تعلیمات اور مجرزات کو تحریر کرنے والے ہوں۔ انہوں نے خدا کے ملکہم کلام کو اپنی زبان اور اپنے سامعین کی ضرورت کے عین مطابق تحریر کیا۔ گویا ایک ہی انجیل کے چار انسانی مصنفین تھے جنہوں نے مختلف زاویوں سے اس انجیل کو تحریر کیا۔ الفاظ ان کے ہیں لیکن پیغام اور مفہوم خدا کی طرف سے ہے۔ لہذا عرض

کروں گا کہ ہمارے پاس یہ ایک ہی انجیل ہے چار نہیں ہیں۔ بات صرف یہ ہے کہ چار لوگوں کے ذریعے خدا نے اسے تحریر کروایا۔

#### 45 مسیحی نظریہ الہام کیا ہے؟

جواب: میرے جوابات بہت گھرے اور لمبے چوڑے نہیں ہوتے۔ میں صرف اس بات کو پیش کرنا چاہتا ہوں کہ کسی بھی حقیقت کو اس طور پر پیش کیا جائے کہ قاری بے آسانی سمجھ جائے۔ میرا مقصد علم جھاز نہیں بلکہ آسان الفاظ میں بات سمجھانا ہے۔ نظریہ الہام میں ایسا نہیں ہے کہ خدا نے املا *Dictation* کروائی بلکہ اس نے مختلف شعبہ بہاء زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو مجھن بیا تا کہ ان کے وسیلہ سے اس پیغام کو تحریر کروائے جو وہ دنیا تک پہنچانا چاہتا تھا۔ جیسا کہ میں نے سوال نمبر 44 کے جواب میں بتایا کہ خیال اور پیغام خدا کا ہوتا تھا مگر الفاظ ان انسانی مصنفین کے تھے۔ مگر روح القدس ان کی رہنمائی کرتا تھا کہ کبیں غلطی کا شناسہ نہ ہو۔ گویا خدا خود اپنے کلام کا مصنف ہے ”ہر ایک صحیفہ خدا کے الہام سے ہے۔“ تعلیم اور الزام اور اصلاح اور راستبازی میں تربیت کرنے کیلئے فائدہ مند بھی ہے تا کہ مرد خدا کامل بنے اور ہر ایک نیک کام کیلئے بالکل تیار ہو جائے“ (۲-تیکھیس ۱۹:۳)۔ ”اور پہلے یہ جان لو کہ کتاب مقدس کی کسی ببوت کی بات کی تاویل کسی کے ذاتی اختیار پر موقوف نہیں کیونکہ ببوت کی کوئی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہوئی بلکہ آدمی روح القدس کی تحریک سے خدا کی طرف سے بولتے تھے“ (۲-پطرس ۲۰:۲۱)۔

46 کئی معرض حضرات کہتے ہیں کہ مسیحیت میں مسیح سے زیادہ پاؤ سیست کی باتیں ہیں۔ گویا وہ پاؤس رسول کو مسیحیت کا بانی سمجھتے ہیں۔ کیا یہ بات درست ہے؟۔

جواب: مسیحی ایمان کے بانی یسوع مسیح ہیں (عبرانیوں ۱۲:۲) اور آپ کی تعلیمات اور مجوزات انجیل مقدس کے بیان کے مطابق ہیں۔ آپ نے جو تعلیمات دیں رسولوں نے جن میں پطرس اور پاؤس اور دیگر رسول بھی شامل ہیں انہوں نے تعلیمات مسیح کی منادی کی۔ گچھ لوگوں نے انہیں قبول کیا اور گچھ نہیں۔ اب پاؤس رسول نے جہاں کہیں تبلیغ کی اس کے بارے میں خدا کی یہ رضی تھی کہ ان تمام تجربات کی توضیح روح القدس کی تحریک سے الفاظ میں رقم کی جائے۔ پاؤس رسول نے بتایا کہ جب ہم تعلیمات مسیح کا اپنی زندگی پر اطلاق کرتے ہیں تو کیا ہوتا ہے۔ چنانچہ پاؤس رسول نے تعلیمات مسیح کی تعلیمات کی وضاحت کی۔ پاؤس رسول نے کہیں بھی بیان نہیں کیا کہ میں مسیحیت کا بانی ہوں بلکہ وہ مشورہ دیتا ہے کہ ایمان کے بانی اور کامل کرنے والے یسوع کو تکتے رہو (عبرانیوں ۱۲:۲)۔ پاؤس رسول نے کسی نئی تعلیم کی بنیان نہیں ڈالی۔ وہ یہودی پس منظر سے تھا لیکن وہ خداوند یسوع مسیح پر ایمان لایا تھا کہ وہ دنیا کے نجات دہنده ہیں۔ خداوند یسوع مسیح خود اس پر ظاہر ہوئے اور اپنے لیے مجھن لیا تا کہ کہ جا کر یہودیوں اور غیر یہودیوں میں تبلیغ کرے۔ گویا پاؤس مسیح کی مرضی کا اسیر تھا۔ مسیحیت کا بانی نہیں بلکہ مسیح کا خادم تھا۔ اپنادیہ الزام غلط اور سراسر جھوٹ ہے کہ یہ پاؤس کی پیداوار ہے۔

47 فردوں میں جانے کی راہ صرف یسوع ہی ہے یا کوئی اور راہ بھی ہے؟

جواب: خدا ایک ہی ہے اور وہ دو لاپتھیں اور نہ ہی وہ دوغلی پا لیسی چلتا ہے۔ وہ صادق القول ہے اور بشر نبیں کہ جھوٹ بولے۔ اگر کئی خدا ہوتے تو شاید فردوں کی راہیں ہوتیں، راہ نہ ہوتی لیکن ایسا نبیں ہے تو ریت سے لے کر نجیل شریف تک خدا ایک ہی منصوبے پر کام کرتا ہوا نظر آتا ہے جس سے متعلق اس نے نبیوں کی معرفت پہلے سے بنو تمیں بھی کی تھیں۔

حقیقت یہ ہے کہ انسان جانوروں کی قربانیوں یا نیک اعمال کے سبب سے اس لاکن نبیں ہو سکتا تھا کہ وہ خدا کا مقبولی نظر ہو جس سبب سے خدا نے انسان کی نجات کیلئے انتظام کیا کہا پنے کلام کو جسم دیتا کہ وہ آکر اس دُنیا کے گناہوں کی خاطر قربان ہو جائے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ انسان کیلئے کسی عوضی کی ضرورت تھی کہ وہ اُسکی جگہ مر جائے اور وہ انسان نجح جائے۔ ایسے انسان کا بے گناہ ہونا شرط تھی لیکن اس دُنیا میں کوئی ایسا انسان نبیں تھا جو بے گناہ ہونے کے سبب سے تمام بندی نوع انسان کیلئے اپنی جان دے سکتا۔ یہی سبب ہے کہ ”کلام خدا“ ہے کلمۃ اللہ کہتے ہیں جسم ہو کر دُنیا میں آیا اور بے عیب زندگی گزاری اور پھر تمام بندی نوع انسان کے گناہوں کی قیمت اپنے خون کے وسیلے سے پچکائی۔ اسح نے بذات خوفزہرمایا کہ ”راہ حق اور زندگی میں ہوں۔ کوئی میرے وسیلہ کے بغیر باپ کے پاس نہیں آتا“ (یو ہناء: ۲۰)۔ لہذا ہر وہ شخص جو صراطِ مستقیم کی تلاش میں ہے اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ یسوع مسیح کے پاس آئے۔ اپنے گناہوں کا اقرار کرے اور توہہ کرے۔ اور ایمان لائے کہ وہ اس کے نجات دہنده ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ گلتوں ۲ باب کے مطابق جو آسمان سے آیا وہ وہاں واپس جانے کی راہ بھی جانتا ہے اور جو وہاں سے آیا ہی نبیں وہ وہاں کی راہ کو کیسے جانے گا؟۔ چنانچہ خدا کے منصوبے کے مطابق فردوں کی واحد راہ یسوع مسیح ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نبیں ہے (اس سلسلے میں میری ایک وی سی ڈی ”علم اللفارہ“، ضرور دیکھیں)۔

48 ملأجی: ۵-۶ میں ایک نبوت ہے کہ میں ایلیٰہ نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا۔ متنی: ۱:۹-۱۳؛ مرقس: ۹: ۹-۱۳؛ یو ہناء: ۷ میں یسوع نے فرمایا کہ ایلیٰہ آپ کا ہے۔ اب جو ایلیٰہ آپ کا ہے وہ کون ہے؟

جواب: جی ہاں عہدِ حقیق میں یہ نبوت ہے کہ ایلیٰہ نبی آئے گا۔ یسوع مسیح نے کہا کہ ایلیٰہ آپ کا ہے۔ جب ہم زید آگے بڑھتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ مسیح یسوع نے یو ہناء اصطلاحی کے بارے میں فرمایا کہ چاہو تو ما نو ایلیٰہ میہی ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یو ہناء نے یہ قبول کیا کہ میں ایلیٰہ ہوں؟ جی نہیں! یو ہناء ایلیٰہ ہونے سے انکار کیا۔ تو پھر یسوع مسیح کے یہ کہنے کا کیا مطلب تھا؟

اصل حقیقت یہ ہے کہ ملأجی نبی کی نبوت کے مطابق ایلیٰہ کو آکر لوگوں کے دلوں کو آنے والے مسیح کیلئے تیار کرنا تھا۔ اب وہاں پر یہ نبوت اس ایلیٰہ نبی کے بارے میں نہیں جس کا عہدِ حقیق میں ذکر ہے اور تسلی کا رہنے والا تھا۔ خدا نے آسمان پر اٹھالیا تھا۔

بلکہ یہاں یوحنائیز کریا کی طرف اشارہ ہے جو یوسع مسیح کی آمد سے قبل اُس کیلئے راہ تیار کرتا ہے۔ وہ سرے لفظوں میں یہ کہ ایلیاہ آیا گر یوحنائے کے روپ میں آیا۔ ایلیاہ کی جو خوارک تھی وہی یوحنائے کی تھی۔ جو ایلیاہ کا باس تھا وہی یوحنائے کا باس تھا۔ جو ایلیاہ نے آ کر کرنا تھا وہی یوحنائے کیا۔ ایلیاہ نے بھی بیان میں منادی کی اور ادھر یوحنائے بھی بیان میں منادی کرتا ہے۔ یوحنائے کو تو اس کے بارے میں معلوم ہی نہیں تھا کہ میں ہی وہ ایلیاہ ہوں۔ گویا یہاں پر شخصیت کے اعتبار سے ایلیاہ کے آنے کی بات نہیں ہو رہی بلکہ کارکردگی کے اعتبار سے اُس کی بات ہو رہی ہے۔ لہذا یہاں پر ایلیاہ یوحنائے پر مسمہ دینے والا ہی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور شخصیت نہیں ہے۔

متنی ۷:۱۳-۱۴ میں شاگردِ جان گئے کوہ ایلیاہِ اصل میں یوحنائی ہے۔ یوسع مسیح نے بھی فرمایا کہ چاہو تو مانو ایلیاہ آپ کا اور وہ یہی ہے۔ متنی ۷:۹-۱۳ کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

49 مریم کے شوہر یوسف کا باپ علیلی تھا یا یعقوب تھا؟ (متنی ۱۲:۱ بمقابلہ لوقا ۳:۲۳)۔

جواب: اس سوال کا جواب نہایت ہی آسان ہے مگر وضاحت طلب ہے۔ زیادہ تر علماء اس بات پر متفق ہیں کہ متنی کی انجیل میں پیش کیا گیا نب نامہ یوسف سے منسوب ہے۔ لوقا میں پیش کیا جانے والا نب نامہ مریم سے منسوب ہے اور اس میں یعقوب کو یوسف کے باپ کے طور پر اور علیلی کو مریم کے باپ کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

اصل میں یہ دو مختلف تصویں کے ذریعے سے یوسع مسیح کی کنواری سے پیدائش کا بیان کیا گیا ہے۔ متنی ۱۸:۲۵-۲۶ میں صرف یوسف کے پہلو سے کہانی سنائی جا رہی ہے۔ جب کہ لوقا ۲۶:۵۶ میں مریم کے نقطہ نظر سے کہانی سنائی جا رہی ہے۔ یہ عام منطقی ساسوال ہو سکتا ہے کہ دونوں نسب ناموں میں یوسف کا کیوں ذکر ہے؟۔ جواب پھر سے سادہ سا ہے۔ لوقا عبرانی روایات کو مد نظر رکھتے ہوئے صرف دونوں کا ذکر کرتا ہے۔ اسی وجہ سے اس نب نامہ میں مریم کی جگہ اُس کے شوہر کا ذکر ہے۔

اس بات کو بڑے واضح طور پر دونب ناموں کے ذریعے واضح کیا جا رہا ہے۔ یونانی زبان میں ان ناموں میں سے ہر نام کو طور خاص گرامر کے مطابق پیش کیا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یونانی پڑھنے والے کو یہ باور کرو یا کیا جائے کہ اگرچہ یوسف کا نام استعمال کیا گیا ہے تو بھی یہاں مریم کا ہے۔ شجرہ نسب مرد سے منسوب ہوتا ہے عورت سے نہیں جس سبب سے مرد کا نام ہے۔

وہ سرے نسب نامہ میں یہودی شلیم کے یہودی تالمود کا استعمال ہوا ہے۔ اس میں مریم کے نسب نامہ کو پیش کیا جا رہا ہے۔ اس میں مریم کو علیلی کی بیٹی کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ مختصر ایک متنی میں یوسف کا اور لوقا میں مریم کا نسب نامہ پیش کیا گیا ہے اور اس بات کو

بتایا ہے کہ یسوع کی پیدائش اس کنواری مریم سے ہوئی ہے۔

کیا خداوند یسوع مسیح کی موت و اتنع ہوئی یا نہیں؟ 50

جواب: ایک بات کا ذکر میں پہلے ہی کہ پہکا ہوں کہ انسان کیلئے خدا کی طرف سے جو پکج Package ہے اس میں گناہ کار انسان کی غواص، گناہوں کی معافی اور نجات کا منصوبہ بھی شامل ہے اور کتاب مقدس کا مضمون و مفہوم بھی یہی ہے اور یہی وہ واحد کہانی ہے جو باہم مقدس میں ہر صفحہ پر ظفر آتی ہے۔ خدا ابتدائے زمانہ سے ہی بنی نوع انسان کے گناہوں کی معافی کے منصوبے پر کام کرتا چلا آ رہا ہے۔ اس نے انبیاء کرام کی معرفت قبل از وقت پیشینگو بیان بھی کیں۔

باہم مقدس کے مطابق خدا صادق القول ہے اور وہ انسان نہیں کہ جھوٹ بولے۔ وہ کوئی ایسا کام نہیں کرتا جو اس کی اپنی ذات و شان کے برخلاف ہو۔ میرا خدا جو کہتا ہے وہ پورا کرتا ہے اور جو نکلہ خدا واحد ہے اس لیے اس کے پاس جانے کی راہ بھی واحد ہے۔ یہ راہ انسان کی اپنی گھڑی ہوئی نہیں ہے۔ انسان تو پہلے ہی قربتِ الہی میں آنے سے عاجز تھا۔ چنانچہ خدا نے انسان کو اپنی قربت میں آنے کا انتظام کیا ہے اس دنیا کے بہت سے لوگ آج نہیں سمجھتے۔ خدا کی طرف سے انسان کے گناہوں کے کنارے کا انتظام ہوا۔ حضور مسیح ہی وہ واحد شخصیت ہیں جنہوں نے گناہ کار انسان کیلئے صلیب پر اپنی جان دی۔ اور آپ کے اس عمل صالح کی بھی ایک نہیں کہی جو تمیں پہلے ہی سے کتاب مقدس میں موجود ہیں۔

اب وہ خدا جو شروع ہی سے ایک خاص منصوبے پر جو انسانی نجات کیلئے تھا کام کرتا چلا آیا اور یعنی وقت پر وہ یسوع مسیح کو صلیب پر چڑھنے نہیں دیتا۔ میں اس خدا کو نہیں مانتا۔ اگرچہ میرے مانے اور نہ مانے سے اس کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا تو بھی میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ایسا کرنا اس کی شان کے برخلاف ہے۔ صلیب پر خداوند یسوع ہی مر گئے اور بنی نو انسان کے گناہوں کے عوضی ہوئے ہیں کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی پارہ نہ تھا۔

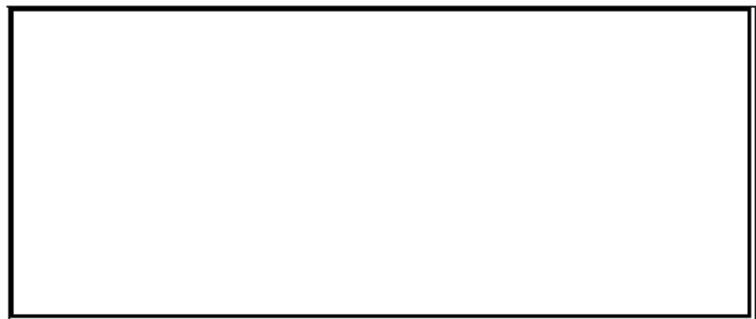
اگر صلیب پر کوئی اور شخص مرتا تو اس کے منہ سے وہ کلمات ہرگز نہ نکلتے جو خداوند یسوع مسیح کے وہن مبارک سے نکلے۔ اگر اور کوئی ہوتا تو کہتا کہ میں یسوع نہیں ہوں وہ کوئی اور ہے اور مجھے ایک بار صلیب پر سے آز نے تو دو پھر دیکھنا میں تھا را کیا حشر کرتا ہوں۔ لیکن مصلوب نے فرمایا ”اے باپ انہیں معاف کر کیونکہ نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں۔“ اگر کوئی اور شخص ہوتا تو اپنے ساتھ مصلوب بد کار شخص کو یہ بھی نہ کہتا کہ ”ٹو آج ہی میرے ساتھ فردوں میں ہو گا۔“ کیونکہ اس کے پاس ایسا کوئی اختیار ہی نہیں تھا۔ یہ خداوند یسوع مسیح ہی ہیں جنہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ ارش و ساء کا گل اختیار مجھے دیا گیا ہے، ”(متی: ۲۸: ۱۸)۔

مرقس: ۲۵ کے مطابق یسوع مسیح کے اس دنیا میں آنے کا مقصد ہی یہی تھا کہ وہ بنی نو انسان کے گناہوں کا عوضی اور کنارہ

ہوں۔ یہوں مسیح صلیب پر ہمارے گناہوں کیلئے مر گئے تاکہ ہم نہ مارے جائیں۔ انہوں نے ہمارے گناہ اٹھایا لیے تاکہ ہم ان کے وسیلہ سے معافی حاصل کریں۔ مسیح نے اس لیے ذکر اٹھایا تاکہ ہم شکھ میں رہیں۔ وہ ہماری خاطر اس لیے بختنی بنے تاکہ ہم برکت کے وارث ہو جائیں۔ گنہگار انسان موقع ہے کاپنے گناہوں سے توبہ کر، اپنی بارماں لے، زندگی کے سرچشے یہوں کے پاس آ جاتا کہ توگڑھ سے نکلا جائے اور تجھے چنان پر کھڑا کیا جائے۔ مزید مدد کیلئے مجھے ضرور لکھیے۔

یقیناً یہ کتاب آپ کو بہت پسند آئی ہوگی اور معلومات میں اضافہ بھی ہوا ہو گا۔ جی ہاں! آپ کے ذہن میں ابھی بھی بہت سے ایسے سوالات ہیں جن کو جاننے کی ضرورت ہو گی۔ برآ کرم وہ سوالات بھی ذیل میں دیے گئے پتہ پرروانہ کریں تاکہ اس کے بعد شائع ہونے والی کتاب میں ان کے بھی مناسب جوابات دیے جائیں۔ خدا کرے سیکھنے کی یہ تھنگی اسی طرح بڑھتی چلی جائے اور آپ غیر مسیحیوں کو مناسب جوابات دے سکیں۔ خداوند آپ کو برکت بخشے۔ آمین

طالبِ دعا  
نوید ملک



## چھ مصنف کے بارے میں

مصنف نے بیشمول اس کتاب کے 10، ہب تحریر کیں جو ذریں ایاب ہیں۔ آپ کی تحریر سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا آپ رُوزہ و بیٹھ کر بات

کر رہے ہیں۔ یوں کہا جاسکتا ہے کہ تحریر مصنف تصانیف مصنف ہے۔ آپ نے تعلیمی میدان میں بی اے اور علم الہیات میں پچھر ان تھیا لو جی کی ڈگری حاصل کی۔ نیز آپ اعزازی ڈگریوں کے حامل بھی ہیں۔ مصنف سے ان کے بارے میں یہ چند باتیں بڑی مشکل سے نکالی ہیں جن کے آخر پر انہوں نے کہا کہ یہ سب گھوٹ خداوند کے جلال کیلئے ہے۔ تصانیف پر کام کرنے کے علاوہ آپ نے تقریباً 43 ٹک کے تراجم بھی کیئے ہیں اور تین نایاب ویسی ڈیز پر بھی کام کیا ہے۔ جنہیں نہ صرف وطن عزیز میں بلکہ دوسرے ممالک میں بھی بہت پذیرائی ملی ہے۔ آپ کو ہلیسیاء پاکستان کی طرف سے 37، سے زائد ایوارڈ مل چکے ہیں۔ حضور مسیح کی حیات اقدس پرمنی فلم ”جیزوس JESUS“ کا نیا اردو ترجمہ بھی کیا جو ہمارے ملک کی اکثریت کی ضرورت و مستعمل اصطلاحات کے مطابق ہے۔ آپ ہر دلی عزیز اور دوست طبیعت مزاں شخصیت ہیں۔ آپ ہلیسیاء پاکستان کا فخر اور سرمایہ ہیں۔ اس وقت کراچی ہائیکورٹ فیلوشپ کے چیئرمین اور نئو لائف انسٹیوٹ کے پرنسپل ہیں۔ بہترین واعظ، استاد، مترجم اور شاعر بھی ہیں۔ میری دعا ہے کہ خدا اور زیادہ حکمت و فہم اور ہر کوئی روح سے اپنے خادم کو معمور فرمائے تاکہ وہ ہلیسیاء میں روحاںی سو جھلوک جھپیدا کرنے میں اہم کروار ادا کر سکیں اور مجھے یوں کو زبان قلم کے وسیله سے روشن کر سکیں!

مصنف کے چاہنے والوں میں سے ایک

شر جیل خان

15 مئی 2007ء













